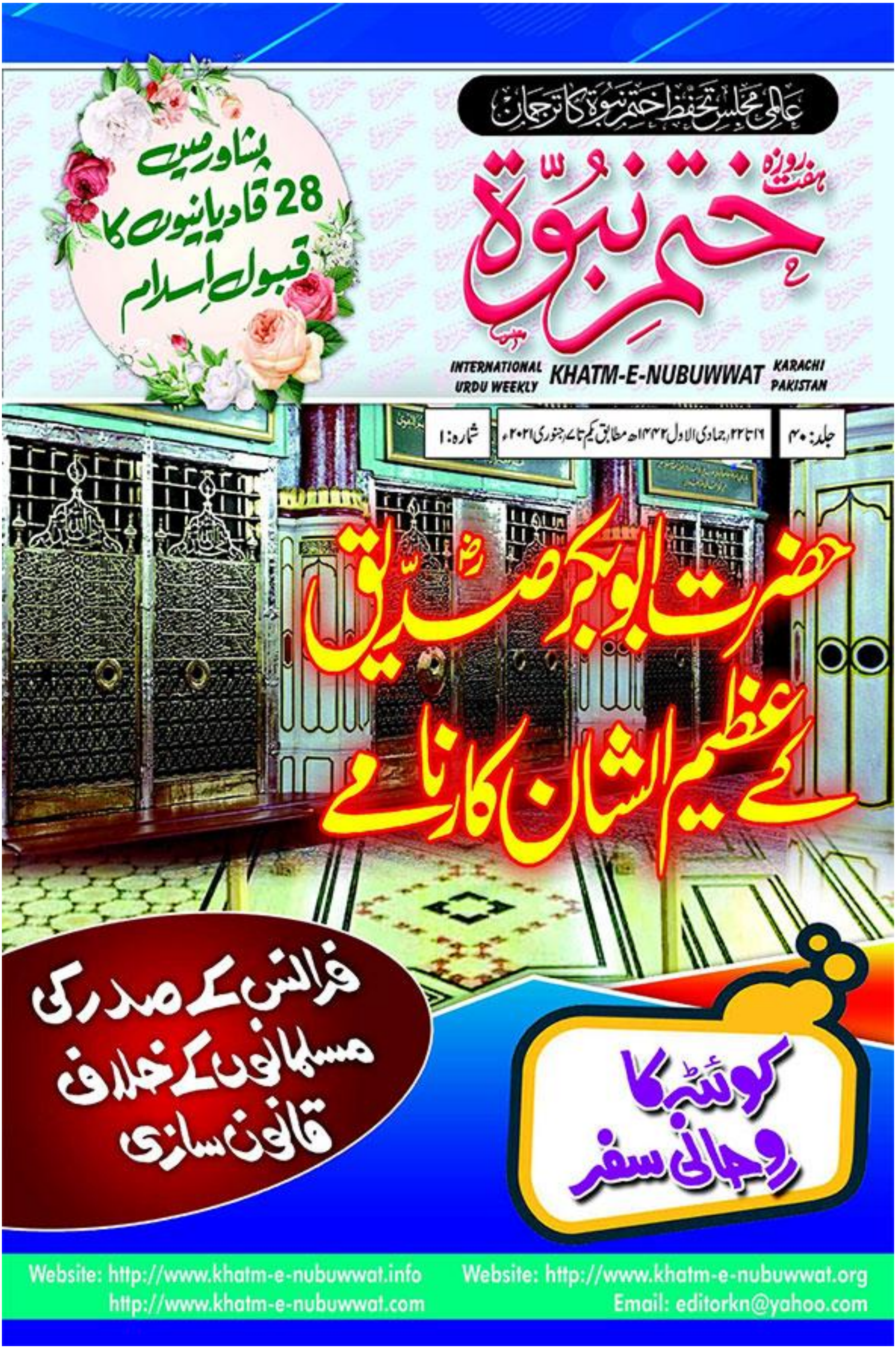
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
پشاور میں
28 قادیانیوں کا
قبول اسلام
جلد: ۴۰
۱۶ تا ۲۲ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۱
حضرت ابوبکر صدیقؓ
کے عظیم الشان کارنامے
فرانس کے صدر کی
مسلمانوں کے خلاف
قانون سازی
کوئٹہ کا
روحانی سفر
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

نماز، روزوں کی قضا

س:...... کسی کو یاد نہ ہو کہ وہ کب بالغ ہوا تھا اور اس کے ذمہ کئی سال کے روزے اور نمازیں قضا ہوں تو وہ کس عمر سے حساب کرکے نماز روزے کی قضا کرے؟

ج:...... لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ لڑکے کو احتلام ہوجائے اور لڑکی کو حیض آنے لگے۔ اگر پندرہ سال کی عمر (چاند کے حساب سے) پوری ہونے سے پہلے ہی یہ علامات ظاہر ہوجائیں تو یہ بالغ شمار ہوں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو جیسے ہی پندرہ سال کی عمر پوری ہو، ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ اور شریعت کے دیگر احکام لازم ہوجائیں گے۔ اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزے میں کوتاہی کی اب وہ توبہ کرکے نماز، روزہ کی قضا کرنا چاہتا ہے اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا تو ایسی صورت میں لڑکے کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ چاند کے حساب سے اپنی عمر بارہ سال مکمل ہونے سے نماز، روزہ کی قضا شروع کرے، کیونکہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے اور لڑکی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نو سال پورے ہونے سے نماز، روزہ کی قضا شروع کرے، کیونکہ نو سال کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔

نماز میں خیالات و وساوس کا آنا

س:...... نماز میں مختلف خیالات آتے ہیں اور نماز میں دھیان نہیں رہتا، اس سے کیسے بچا جائے کوئی حل بتائیں؟

ج:...... نماز میں خیالات اور وساوس کا ازخود آنا غیر اختیاری ہے، اس پر ان شاء اللہ! کوئی مواخذہ نہیں، ہاں خود سے خیالات کا لانا اختیاری ہے اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔ بہرحال اگر خیالات ازخود آئیں تو ان کی پروانہ کریں بلکہ ان کو جھٹکنے کی کوشش کریں اور نماز میں جو کچھ پڑھا جا رہا ہے، اس کی طرف دھیان رکھیں۔ اگر خیال بھٹک جائے تو پھر متوجہ ہوجائیں اس تدبیر پر عمل کرنے سے نماز کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور محنت کا ثواب بھی ملے گا اور خیالات سے چھٹکارا پانا بھی آسان ہوجائے گا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر والدہ کی عیادت کے لئے جانا

س:...... اگر کسی عورت کا شوہر ملک سے باہر ہو اور ان سے اجازت طلبی کی کوئی ممکن صورت نہ ہو اور دوسری طرف عورت کی والدہ انتہائی شدید بیمار ہو تو آیا اس صورت میں یہ عورت اپنی والدہ کی عیادت (تیمارداری) وغیرہ کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... بصورت مسؤلہ بہتر تو یہی ہے کہ عورت کسی طرح کوشش کرکے شوہر سے اجازت لے کر والدہ کی عیادت اور تیمارداری کے لئے جایا کرے، لیکن اگر شوہر سے رابطہ کی کوئی معقول صورت نہ ہو، جیسا کہ سوال میں درج ہے تو اس صورت میں بلا اجازت بھی عورت اپنی والدہ کی عیادت اور تیمارداری کے لئے جاسکتی ہے:

(ولا یمنعھا من الخروج الی الوالدین) فی کل جمعة وان لم یقدرا علی اتیانھا علی ما اختارہ فی الاختیار، ولو ابوھا زمناً مثلاً فاحتاجھا، فعلیھا تعاھدہ ولو کافراً وان ابی الزوج.

(درمختار، ج:۳، ص:۶۰۲، کتاب الطلاق باب النفقہ، طبع ایچ ایم سعید)

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ ۱۶ تا ۲۲ رجمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ رجنوری ۲۰۲۱ء شمارہ: ۱

اس شمارے میں!

تفسیر قرآن کریم کے مآخذ	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
فرانس کے صدر کی مسلمانوں کیخلاف....	۷	مسعود ابدالی
حضرت مولانا ابن الحسن عباسیؒ	۹	سکندر خاکی
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عظیم الشان کارنامے	۱۱	مولانا سحبان محمودؒ
کوئٹہ کا روحانی سفر	۱۴	حافظ محمد احمد احسان سبطین
سیرت پاک کے چند روشن ابواب! (۴)	۱۹	حافظ محمود راجہ، سجاول
سہ ماہی اجلاس مبلغین ختم نبوت	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	ادارہ
پشاور میں 28 قادیانیوں کا قبول اسلام	۲۷	ایضاً

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تفسیرِ قرآن کریم کے مآخذ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

قرآن کریم کے معنی ومفہوم کے کھولنے کو تفسیر کہا جاتا ہے۔اب رہی یہ بات کہ تفسیریں مختلف کیوں ہوتی ہیں؟اور کون سی تفسیر صحیح ہے اور کون سی تفسیر صحیح نہیں۔تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات دوقسم کی ہیں:بعض وہ آیات ہیں جن کا معنی،مفہوم ومطلب اور ان کی مراد بالکل واضح اور آسان ہے۔بعض دوسری وہ آیات ہیں جن میں کوئی اجمال،ابہام یا تشریحی دشواری پیش آتی ہے یا ان کو سمجھنے کے لئے پورے پس منظر کو سمجھنے کی ضرورت ہے یا ان سے دقیق قانونی مسائل یا گہرے اسرار ومعارف مستنبط ہوتے ہیں،ایسی آیات کی تشریح کے لئے محض زبان دانی کافی نہیں،بلکہ اس کے لئے بہت سی معلومات کی ضرورت ہے۔جو تفسیر کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔قرآن کریم کی تفسیر چند چیزوں کو بطورِ خاص سامنے رکھ کر کی جائے گی،جنہیں تفسیر قرآن کریم کے مآخذ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ کل چھ ہیں:

۱:... قرآن کریم،۲:...احادیث نبویہ،۳:... صحابہ کرامؓ کے اقوال،۴:... تابعینؒ کے اقوال،۵:... لغت عرب،۶:... عقل سلیم۔

۱:-تفسیر قرآن کریم کا پہلا ماخذ خود قرآن کریم ہے،جیسا کہ قاعدہ ہے کہ’’القرآن یفسر بعضه بعضاً‘‘یعنی اس کی آیات بعض اوقات ایک دوسرے کی تفسیر کردیتی ہیں،جیسے:’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ‘‘

ترجمہ:’’بتلا ہم کو راہ سیدھی،راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا۔‘‘(ترجمہ شیخ الہندؒ)

اب اس آیت میں جن پر انعام کیا گیا،وہ کون لوگ ہیں؟اس کا یہاں ذکر نہیں۔دوسری آیت میں اسی کی وضاحت کی گئی۔جیسا کہ ارشاد ہے:

’’فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔‘‘(النساء:۶۹)

ترجمہ:’’تو یہ لوگ ان حضرات کے ہمراہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے کامل انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہید اور نیک بخت۔‘‘

۲:-تفسیر قرآن کریم کا دوسرا ماخذ حدیث نبوی ہے،قرآن کریم نے کئی مقامات پر واضح فرمایا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں مبعوث فرمانے کا مقصد یہی تھا کہ آپ اپنے قول وفعل سے آیات قرآنی کی تفسیر فرمائیں،جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱:......’’وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ۔‘‘(النحل:۴۴)

ترجمہ:’’اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور کریں۔‘‘(ترجمہ شیخ الہندؒ)

۲:......’’اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰہُ۔‘‘(النساء:۱۰۵)

ترجمہ:’’بے شک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ سمجھاوے تجھ کو اللہ۔‘‘(ترجمہ شیخ الہندؒ)

۳:......’’وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَھُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔‘‘(النحل:۶۴)

ترجمہ:’’اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنادے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان لانے والوں کے۔‘‘(ترجمہ شیخ الہندؒ)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے:’’جب انسان پوری توجہ کے ساتھ حدیث شریف میں غور وفکر کرے تو بہت سی احادیث سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ قرآن کریم گویا ایک ایسا بہتا چشمہ ہے، جس سے احادیث نبویہ پھوٹ رہی ہیں، یہاں تک کہ بہت سی احادیث میں قرآن کریم کی تعبیر کی جانب باریک اشارات دکھائی دیں گے۔‘‘(اصول تفسیر وعلوم قرآن،ص:۶۸)

اور فرماتے تھے کہ قرآن کریم کی مراد اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک حدیث کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور حدیث شریف کو قرآن کریم کی شرح نہ بنایا جائے۔(اصول تفسیر وعلوم قرآن،ص:۶۸)

۳:۔تفسیر قرآن کریم کا تیسرا ماخذ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال ہیں۔کیونکہ صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کی تعلیم براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی۔قرآن کریم،اس کی تفسیر اور متعلقات کو براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے انہوں نے حاصل کیا۔یہ حضرات اہلِ زبان بھی تھے اور قرآن کریم کے نزول کے ماحول سے پوری طرح باخبر بھی تھے۔انہوں نے صرف اپنی زبان دانی پر بھروسہ کرنے کے بجائے قرآن کریم سبقاً سبقاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔اس لئے ان کے اقوال تفسیر کا ماخذ حجت اور واجب الاتباع ہوں گے۔

۴:۔قرآن کریم کی تفسیر کا چوتھا ماخذ تابعین کے اقوال ہیں۔یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ سے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا۔حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ:’’تابعی اگر کوئی تفسیر کسی صحابی سے نقل کر رہا ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو صحابہ کرامؓ کی تفسیر کا ہے اور تابعی اپنا کوئی قول بیان کرے تو دیکھا جائے گا کہ دوسرے کسی تابعی کا قول اس کے خلاف ہے یا نہیں؟اور اگر کوئی قول اس کے خلاف موجود ہو تو اس وقت تابعی کا قول حجت نہیں ہوگا،بلکہ اس آیت کی تفسیر کے لئے قرآن کریم،احادیث نبویہ،آثار صحابہؓ،لغت عرب اور دوسرے شرعی دلائل پر غور کر کے کوئی فیصلہ کیا جائے گا اور اگر تابعین کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو تو اس صورت میں بلاشبہ ان کی تفسیر حجت اور واجب الاتباع ہوگی۔‘‘(تفسیر ابن کثیرؒ،ج:۱،ص:۵)

۵:۔قرآن کی تفسیر کا پانچواں ماخذ لغت عرب ہے،حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اپنی کتاب علوم القرآن اور اصول تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’قرآن کریم کی جس آیت کا مفہوم بدیہی طور پر واضح ہو اور جس کے مفہوم میں کوئی الجھن،اشتباہ یا ابہام واجمال نہ ہو اور نہ اسے سمجھنے کے لئے کسی تاریخی پس منظر کو جاننے کی ضرورت ہو،وہاں تو عربی لغت ہی تفسیر کا واحد ماخذ ہے،لیکن جہاں کوئی ابہام واجمال پایا جا رہا ہو یا جو آیت کسی واقعاتی پس منظر سے وابستہ ہو یا اس سے فقہی احکام مستنبط کئے جا رہے ہوں،وہاں محض لغت کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا،ایسی صورت میں تفسیر کی اصل بنیاد تو خود قرآن کریم،سنت نبویہ اور آثارِ صحابہؓ وتابعینؒ پر ہوگی،لیکن ان ماخذ کے بعد لغتِ عرب کو بھی سامنے رکھا جائے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان ایک وسیع زبان ہے اور اس میں ایک ایک لفظ کئی کئی معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ایک ایک جملے کے متعدد معنی ہو سکتے ہیں،لہٰذا صرف لغت کی بنیاد پر ان میں سے کوئی مفہوم معین کرنا مغالطوں کا سبب بن جاتا ہے،اسی بنا پر بعض حضرات نے’’مطلق لغت‘‘کو مستقل ماخذ ماننے سے ہی انکار کیا ہے،بلکہ امام محمدؒ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ وہ لغت کے ذریعے قرآن کریم کی تفسیر کو مکروہ قرار دیتے تھے،لیکن

علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ ان کا مقصد تفسیر میں لغت کو بالکلیہ نظر انداز کرنا نہیں تھا، بلکہ مقصد یہ تھا کہ کسی آیت کے ظاہر اور متبادر معنیٰ کو چھوڑ کر ایسے معانی بیان کرنا ممنوع ہے جو قلیل الاستعمال اور دور از کار لغوی تحقیقات پر مبنی ہوں۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم عرب کے عام محاورات کے مطابق نازل ہوا ہے، لہٰذا جس جگہ قرآن وسنت یا آثارِ صحابہؓ میں کسی لفظ کی تفسیر موجود نہ ہو، وہاں آیت کی وہ تفسیر کی جائے گی جو اہل عرب کے عمومی محاورات میں متبادر طور پر سمجھی جاتی ہو، ایسے مواقع پر اشعارِ عرب سے استدلال کر کے کوئی ایسے قلیل الاستعمال معنی بیان کرنا بالکل غلط ہے جو لغت کی کتابوں میں تو لکھے ہوئے ہیں، لیکن عام بول چال میں استعمال نہیں ہوتے۔

اس کو ایک واضح مثال سے سمجھئے: قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُن کی قوم نے پانی کی فرمائش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ: ’’واضرب بعصاک الحجر ‘‘...اور اپنی لاٹھی کو پتھر پر مارو... یہ جملہ کسی زبان جاننے والے کے سامنے... بولا جائے گا وہ صراحتاً اس کا یہی مطلب سمجھے گا کہ لاٹھی کو پتھر پر مارنے کا حکم دیا جارہا ہے، چنانچہ اس جملے کی یہی تفسیر صحیح اور معتبر ہے۔ (علوم القرآن اور اصولِ تفسیر، ص:۳۴۱،۳۴۲)

۶:-قرآن کریم کی تفسیر کا چھٹا ماخذ عقل سلیم ہے، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اپنی کتب علوم القرآن اور اصولِ تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’اس کو ایک مستقل ماخذ کے طور پر ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم سے اسرار ومعارف ایک ناپیدا کنار سمندر کی حیثیت رکھتے ہیں، مذکورہ بالا پانچ ماخذ کے ذریعے اس کے مضامین کو بقدرِ ضرورت تو سمجھا جاچکا ہے، لیکن جہاں تک اس کے اسرار وحکم اور حقائق ومعارف کا تعلق ہے، ان کے بارے میں کسی بھی دور میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب ان کی انتہا ہوگئی ہے اور اس سلسلے میں مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے، اس کے بجائے واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے ان حقائق واسرار پر غور وفکر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم وعقل اور خشیت وانابت کی دولت سے نوازا ہو، وہ تدبر کے ذریعہ نئے نئے حقائق تک رسائی حاصل کرسکتا ہے، چنانچہ ہر دور کے مفسرین اپنی اپنی فہم کے مطابق اس باب میں اضافہ کرتے آئے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے فرمائی تھی: اللھم علمہ التاویل وفقھہ فی الدین ‘‘...یا اللہ! اسکو تفسیر کا علم اور دین میں سمجھ عطا فرما... لیکن اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس طرح عقل وفہم سے مستنبط کئے ہوئے وہی حقائق واسرار معتبر ہیں جو دوسرے شرعی اصولوں اور مذکورہ بالا پانچ ماخذ سے متصادم نہ ہوں اور اگر اصول شرعیہ کو توڑ کر کوئی نکتہ بیان کیا جائے تو اس کی دین میں کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔‘‘ (علوم القرآن اور اصولِ تفسیر، ص۳۴۳)

خلاصہ یہ کہ امت کے تمام مفسرین نے اول سے آخر تک قرآن کریم کی تفسیر کے ان چھ مذکورہ بالا ماخذ کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کو مشعل راہ قرار دیتے ہوئے قرآن کریم کی تفسیر کا سفر کیا ہے۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ مفسرین حضرات نے ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کو بھی قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی مخلصانہ کوشش وسعی کی ہے۔ یہ تمام امت مسلمہ کا تعامل رہا ہے۔ اس طریق وتعامل سے ہٹ کر اپنے کفر کو قرآن کریم کے ترجمہ کی تحریف میں چھپانا یا ایسا ترجمہ کرنا جو پوری امت نے آج تک نہ کیا ہو، مرزا غلام احمد قادیانی کی زبانی یہ سراسر دجالیت، الحاد، کفر، سخت شرارت بدمعاشی اور غنڈہ گردی ہے۔ جس کا ارتکاب خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کرتی آئی ہے۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

فرانس کے صدر کی مسلمانوں کے خلاف

قانون سازی

مسعود ابدالی

فرانسیسی صدر ایمانویل میکرون ایک عرصے سے مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف ہیں، مسلمانوں کے خلاف نفرت کی مہم سے قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی متاثر ہوئے۔ کچھ ہفتہ پہلے پیرس ریلوے اسٹیشن پر پولیس نے ایک نوجوان لڑکی کو روکا جس نے اسکارف اوڑھ رکھا تھا۔ عوامی مقامات پر اسکارف لینے کی اجازت نہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ قانون کے تحت خاتون سے کہا جاتا کہ وہ اسکارف اتار دے، عدم تعاون کی صورت میں اس لڑکی پر جرمانہ عاید ہونا چاہیے تھا لیکن افسر نے لڑکی کے سر سے اسکارف کھینچا جو نہ اتر سکا، جس پر افسر نے مشتعل ہوکر اس خاتون کی گردن کے گرد ہاتھ ڈال کر اس دھان پان سی بچی کو زمین پر دے مارا۔ اس منظر کی وہاں موجود کسی مسلمان نے وڈیو بنالی۔ پولیس افسران اس شخص کے پیچھے دوڑے لیکن وہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے ایک بے نامی اکاؤنٹ سے وہ وڈیو سوشل میڈیا پر جاری کر دی۔ معاملہ مسلمان لڑکی کا تھا اس لیے کوئی بڑا ردعمل سامنے نہیں آیا۔ کچھ باضمیر وکلا نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن درخواست پہلی ہی ساعت میں خارج کردی گئی۔ تاہم وڈیو کے اجرا پر پولیس بہت مشتعل تھی۔ وزیر دفاع جیرالڈ ڈرمینن (Gerald Darmanin) نے سوشل میڈیا پر جاری ہونے والی وڈیو کو گمراہ کن قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس قسم کی منفی تشہیر سے پولیس کے جوانوں کی حوصلہ شکنی ہورہی ہے جو جان ہتھیلی پر رکھے انتہا پسندوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے خلاف مہم بند ہونی چاہیے اور اس ضمن میں موثر قانون سازی کی ضرورت ہے۔

> یورپی یونین اور اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے انسانی حقوق کے ساتھ صحافیوں کی عالمی انجمنوں نے بھی اس قانون کو انسانی حقوق اور صحافتی اور آزادی اظہار رائے کے متفق علیہ قوانین سے متصادم قرار دیا ہے

چنانچہ صدر میکرون کی حکمراں جماعت نے داخلی سلامتی کے قانون Securataire Loi یا Globlaes Global Security Law میں ترمیم پارلیمان میں پیش کردی، جس کے تحت پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی توہین، ان پر حملہ اور انہیں ''ہراساں'' کرنے والوں کو ایک سال قید اور 53 ہزار ڈالر جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے۔ Psychological harm کی جو تعریف بیان کی گئی ہے، اس کے مطابق پولیس افسران کی تصویر کشی اور وڈیو کو سوشل میڈیا پر جاری کرنا ان پر نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے مترادف ہے۔ ڈیوٹی پر موجود افسر کی طرف دھمکی آمیز انداز میں دیکھنا، مشتبہ فرد یا افراد کی گرفتاری کے وقت تصویر کھینچنا یا وڈیو بنانا غیر قانونی ہوگا اور اس حرکت کے مرتکب افراد کو گرفتار کرکے پولیس تصویر، وڈیو اور دوسرا مواد

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ان سے چھین سکتی ہے۔

مزے کی بات یہ کہ اسی ترمیم کی ذیلی شق میں پولیس کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ مظاہروں کے دوران مشتبہ سرگرمیوں اور ''دہشت گردوں'' پر نظر رکھنے کے لئے ڈرون کے ذریعے سارے علاقے کی نہ صرف فلم بندی کر سکتی ہے، بلکہ اس دوران اگر مکانوں کی کھلی کھڑکیوں سے اندر کے مناظر بھی ریکارڈ ہوگئے تو اسے تخلیے میں مداخلت تصور نہیں کیا جائے گا۔

صدر میکرون اور ان کے ساتھیوں نے قانون سازی کو انتہاپسندی کے خلاف اہم قدم قرار دیا اور اس جرأت مندانہ قدم پر خوب داد سمیٹی۔ ایوان زیریں سے ترمیم منظور ہوتے ہی انہوں نے کہا کہ اب کوئی ہمارے دلیر و بہادر پولیس افسروں کی ویڈیو سوشل میڈیا پر ڈال کر بدنام نہیں کر سکے گا اور جو ویڈیو چلائے گا وہ جیل کی ہوا کھائے گا۔

ابتدا میں تو اس نئے قانون کی خوب تحسین ہوئی، لیکن چند ہی دن بعد عام فرانسیسیوں کو اس قانون کے مضمرات سمجھ میں آنا شروع ہوگئے اور سوشل میڈیا پر کچھ منچلوں نے مہم شروع کر دی۔ تین ہفتہ پہلے پیرس میں مظاہرہ کیا گیا اور یہ نعرہ بڑا مقبول ہوا کہ ''تم ہمارے سینوں کی طرف تنی بندوقیں نیچی کر لو، ہم اپنے موبائل فون جیب میں رکھ لیں گے۔'' پولیس نے پہلے دن تو یہ نعرے متانت کے ساتھ برداشت کر لئے، لیکن دوسرے روز جیسے ہی لوگ جمع ہوئے پولیس مظاہرین پر ٹوٹ پڑی۔ مظاہرین اشک آور گیس اور لاٹھی چارج سے منتشر ہو کر گلیوں میں چلے گئے اور رات گئے تک آنکھ مچولی ہوتی رہی۔ سرکاری عمارتوں کو آگ لگادی گئی 100 سے زیادہ لوگ گرفتار ہوئے۔

اسی دوران گزشتہ ماہ کے آخر میں ایک مشہور سیاہ فام rap گلوکار مائیکل زکلر Michel Zecler کو پولیس نے ٹریفک کی کسی مبینہ خلاف ورزی پر روکا اور زمین پر لٹا کر اس بری طرح پیٹا کہ غریب کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور ایک آنکھ ضائع ہوتے ہوتے بچی۔ اسکارف پوش مسلمان بچی کو اٹھا کر پٹخنے کے منظر سے تو فرانسیسی ایک عمدہ ایکشن فلم سمجھ کر لطف اندوز ہوئے تھے لیکن پولیس کے ہاتھوں مشہور گلوکار کی درگت کے مناظر نے اس کے مداحوں کو مشتعل کر دیا اور ہفتوں سے جاری مظاہروں میں شدت آگئی۔ دباؤ اتنا بڑھا کہ مائیکل پر حملے میں ملوث چاروں پولیس افسر گرفتار کر لئے گئے۔ اب صدر میکرون سے پولیس افسر بھی ناراض ہیں کہ صدر صاحب پولیس کو مکمل اختیار دینے کے وعدے سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو دوسری طرف انسانی حقوق کی تنظیموں نے نئے قانون کو واپس لینے کی تحریک تیز کر دی ہے۔

سول سوسائٹی کی جانب سے شروع ہونے والی اس تحریک میں اب وکلا، صحافیوں اور خواتین کی انجمن کے ساتھ عام سیاسی کارکن بھی شامل ہوگئے ہیں۔ فرانسیسی مزدوروں کی وفاقی انجمن CGT نے بھی اپنا وزن شہری آزادی تحریک کے پلڑے میں ڈال دیا ہے، اتوار کی شام خبر رساں ایجنسی AFP سے باتیں کرتے ہوئے CGT کے معتمد عام فلپ مارٹینز Philippe Martinez نے کہا کہ شہری آزادی اور مزدور تحریک ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ مزدوروں سے یونین سازی کا حق اور ان کے منہ سے نوالہ چھیننے والی ظالم حکومت عوام سے حق آزادی اظہار چھین کر ملک کو قبرستان بنا دینا چاہتی ہے۔

یورپی یونین اور اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے انسانی حقوق کے ساتھ صحافیوں کی عالمی انجمنوں نے بھی اس قانون کو انسانی حقوق اور صحافتی اور آزادی اظہار رائے کے متفق علیہ قوانین سے متصادم قرار دیا ہے۔

مسلمانوں کے خلاف اقدامات کے آغاز پر میکرون نے بہت تکبر سے کہا تھا: ''اسلام ساری دنیا میں بحران کا شکار ہے۔'' اسلام کے بارے میں ان کا تجزیہ کتنا درست ہے، اس کا فیصلہ تو وقت کرے گا، لیکن اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کے مسلم دشمن اقدامات نے فرانس کو بدترین بحران میں مبتلا کر دیا اور اس کے نتیجے میں ان کی اقتدار سے بے دخلی بھی خارج از امکان نہیں۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۰ دسمبر ۲۰۲۰ء)

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی رحمۃ اللہ علیہ

دنیائے ادب کے باوقار ادیب وانشاء پرداز

سکندر خاکی

مولانا ابن الحسن عباسیؒ درس نظامی میں شاملِ نصاب، عربی ادب کی کتابوں کے منفرد شارح ہونے کی حیثیت سے علماء وطلبا کے حلقہ میں ایک خاص جان پہچان رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی اردو ادب اور تاریخ کے ذوقِ لطیف سے آشنا لوگوں کے دل میں مولانا مرحوم کے ساتھ محبت، عقیدت اور وارفتگی کا ایک خاص مقام تھا۔

تاریخ کے ایک ادنیٰ طالب علم اور اردو ادب کے ذوق سے طلب آشنائی کے شوق کی وجہ سے راقم کے دل میں بھی مولاناؒ گھر کر چکے تھے!

دورِ حاضر کے اہل قلم اور ادیبوں کے حلقے میں مولاناؒ کے منفرد اندازِ بیاں اور انشاء پردازی نے بے حد متاثر کیا۔

ان کے ادبی شہ پاروں سے لبریز ایک کتاب کو ختم کرتا تو اگلے لمحے دوسری کتاب خریدنے کا اشتیاق بڑھ جاتا۔ ''متاعِ وقت اور کاروانِ علم'' اور ''کتابوں کی درس گاہوں میں'' میں ختم کرنے کے بعد ان کی ایک کتاب ''کرنیں'' ہاتھ لگ گئی۔ یہ کتاب ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۴ء تک اسلام اخبار میں لکھے گئے کالموں کا مجموعہ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور اہل اسلام کا درد دل رکھنے والے مسلمان تحریکی لیڈر ہر دور میں پیدا ہوئے ہیں، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ان میں تقریر کرنے والے شعلہ بیان مقرر اور رشحاتِ قلم کی روانیوں سے لکھنے والے قلم کار بھی رہے ہیں اور ان میں بھی صاحب طرز ادیبوں کی بھی کمی نہیں رہی۔ لیکن مسلمانوں کی درخشندہ ماضی کی روئیداد، اسلام کا لائق تقلید تابناک دور کا احوال اور پھر اسلام ہی کے زوال کی المناک دردناک داستان کو مطلوبہ کیفیت کے ساتھ ادا کرنا صرف مولانا ابن الحسن عباسی کے قلم کی خصوصیت تھی۔ اس خصوصیت کی ایک جھلک ان کی اس کتاب ''کرنیں'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مولانا کو مؤرخ ہونے کا دعویٰ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود جب کرنیں میں کسی اسلامی ملک کی تاریخ کی طرف قلم کا رخ موڑا تو اس کے حدودِ اربع کو جغرافیہ کی لکیروں میں منحصر کرکے اور اس کے عروج اور زوال کی داستان ''ماہ وسن'' کی گردشوں میں متعین کرکے ایک ہی کالم میں پوری کتاب کی ضرورت کو پورا کردیتے تھے۔ ''احمد آباد کا غم'' اور ''غم بغداد'' میں اس کی گواہی ملتی ہے۔ ''فلسطین لہو لہو'' اور ''بغداد کا المیہ'' میں سوز و گداز کے ساتھ مسلمانوں کے جلے ہوئے ملبے کی راکھ پر ماتم کرتے نظر آتے ہیں۔ گویا خونِ دل کو بازوؤں کے راستے سے گزار کر انگلیوں کے پوروں سے دریائے قلم میں گرا کر صفحۂ قرطاس کے سمندر میں اتار دیا ہے۔ مغربی یلغار اور ان کی مشنری کی چکا چوند سے متاثر ہونے والے نیم مسلمان لبرل طبقے سے تعلق رکھنے والے لیڈروں، قلم کاروں اور سائنس دانوں کے سامنے اسلام کی حقانیت، اس کی جاودانی اور اس کی روحِ حیات کو ان دل نشین پیرایوں کے ساتھ رکھا کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے۔

''کرنیں'' درحقیقت اس آسمانِ ایمان کی گرم شعاعوں کا نام ہے جو مسلمانوں کے سرد پڑے ہوئے ایمانی ''لہو'' کو گرماتی ہیں۔ کرنیں پڑھ کر دل عجیب مسرتوں اور بے چین کرنے والے کیفیات کے ملے جلے جذبات کی آماجگاہ بن گیا۔ اس کے بعد مولانا مرحوم سے ملاقات کا بے حد اشتیاق بڑھنے لگا۔ خوش قسمتی سے گزشتہ سال ''مسجد علی المرتضیٰ'' میں ہر شب جمعہ کو مختلف موضوعات پر ''محاضرات'' کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ محاضرۂ تاریخ پر لیکچر دینے کے لئے مولانا ابن الحسن عباسیؒ کو آنا تھا۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جان کر عصر کے بعد مسجد پہنچ گیا۔ نمازِ مغرب کے بعد حضرت تشریف فرما ہوئے۔ پوری نشست میں نیچی نگاہوں کے ساتھ، عاجزی اور انکساری کا پتلا بنے رہے۔ سوائے ایک دو مرتبہ کے مجمع کو صحیح طرح سے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ جب بات شروع کی تو آہستہ اور دھیمی آواز سے بات کرنے لگے۔ لیکن جب مسلمانوں کے زوال کا ذکر آیا تو وہی درد اور سوز وگداز ان کی گفتگو میں پایا جو کبھی ان

کی تحریروں میں چھلکتا دیکھا تھا۔ فرمایا کہ دنیا میں قوت و طاقت اس قوم کے پاس ہوتی ہے جس کے پاس ''ڈنڈا'' ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرائی سوائے ڈنڈے کے ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اسلام کے غلبہ کا راستہ سوائے جہاد کے کوئی اور نہیں ہے۔ افسوس کہ وہ ڈنڈا اور غلبہ کفار کے پاس ہے۔ ہم مسلمان نہتے ہیں۔ ہم نے اسلام کا غلبہ دوسرے نظاموں اور آرام دہ عافیت کے راستوں میں تلاش کرنا شروع کیا تو رفتہ رفتہ ہم اغیار کی گود میں جا گرے! فرمایا کہ اس وقت جو افغانستان کے ساتھ دوسرے کسی اسلامی ملک میں جہاد اور غلبہ اسلام کی جنگیں لڑی جارہی ہیں وہ صرف دفاعی جنگیں ہیں۔ اس وقت پوری دنیا میں کہیں پر بھی اقدامی جہاد نہیں ہورہا۔ فرمایا کہ جب مسلمان آرام پسند ہوئے اور مسلمانوں کی راہنمائی اور لیڈری ایک تن آسان جوانوں کا طبقہ کرنے لگا تب سے ہمارے زوال کی داستان رقم کی جانے لگی۔ جب دنیائے عیسائیت یورپ میں ہمارے خلاف نئے نئے اسلحے تیار کرکے ان کی مشق کرنے میں مصروف تھی، اس وقت ہندوستان کے شہر دہلی میں پچاس قسم کے ذائقوں والی ''دالیں'' پکائی جارہی تھیں۔

اس کے علاوہ تاریخ کے موضوع پر ایک بہترین مدلل اور محققانہ گفتگو فرمائی۔ تاریخ کے طبقات کی تقسیم ان کی تعریفوں کے ساتھ نو آموز تاریخ کے طلبا کو کتب تاریخ کے مطالعے کے راہنما اصول اور مطالعہ کے لئے مفید مشوروں سے نوازا۔

آج جب ان کے وصال کی خبر کانوں سے ٹکرائی تو یقین نہیں آیا کہ ہمارا محبوب لکھاری اور دردِ دل کے ساتھ مسلمانوں کو حمیت کا درس دینے والا باوقار ادیب اتنا جلدی دنیائے ادب کو خیر باد کہہ کر ویران کر جائے گا۔

جس میں امید تھی کہ اپنے ادبی شہ پاروں کے ذریعے دنیائے تحقیق و ادب کو لامحدود وسعتیں بخشتا رہے گا لیکن وہ اپنے درد دل کے چھینٹے چند کتابوں کے اوراق میں محدود و منحصر کرکے کتاب زندگی کو جزدان میں لپیٹ کر رکھ دے گا!

امید تھی کہ وہ خونِ جگر کے چھینٹے صفحہ قرطاس پر منتقل کرکے مردہ ضمیر امت مسلمہ کو غیرت دلانے کا سلسلہ جاری رکھے گا، لیکن سنا ہے آج اس قلم کی سیاہی خشک ہوگئی!

امید تھی کہ آفتاب ہدایت کی کرنوں سے روشنی مستعار لے کر روبہ ضلال امت کی راہیں روشن کرنے کا سلسلہ جاری رکھے گا لیکن سنا ہے کہ آج وہ ''دیا'' بجھ گیا!

لیکن قدرت کے اٹل فیصلوں کے آگے کوئی طاقت رکاوٹ نہیں بن سکتی، ہر زندہ نے مرنا ہے۔ ہر آنے والے کو جانا ہے۔ مولانا بھی اس ضابطۂ قدرت سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ وہ بھی امت مسلمہ کی ان نابغہ روزگار اور نایاب ہستیوں کے بچھڑنے کی طرح دور کہیں اس راستے پر چلے گئے جہاں سے کوئی واپس نہیں لوٹتا!!

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی خطاؤں سے درگزر فرماکر ان کے نیک کاموں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماکر ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ ☆☆

مولانا منظور الحق نور پوریؒ

موصوف اٹک کے رہنے والے تھے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور سے ۱۹۵۴ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ جہاں انہیں جامعہ کے شیخین حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فراغت کے بعد لاہور میں رسول پارک کے علاقہ میں دارالعلوم عثمانیہ قائم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت رائے پوری (شاہ عبدالقادرؒ مرشد الاحرار) کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ سرگودھا سے خلافت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ تحریک ختم نبوت کے والا وشیداء تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ۲۰۰ رضا کار تیار کرکے گرفتار کرائے۔ خود بھی گرفتار ہوئے اور چار ماہ تک پابند سلاسل رہے۔ لاہور کے بعد اپنے علاقہ میں مدرسہ نورالاسلام قائم کیا۔ ۲۵؍نومبر ۱۹۹۷ء کو انتقال فرمایا اور نور پور اٹک کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ جامعہ عثمانیہ رسول پارک لاہور کے مہتمم حاجی برکت علی احرار رہے۔ ان کے بعد حافظ رشید احمد احرار مہتمم رہے۔ اب حافظ رشید احمد احرارؒ کے فرزند ارجمند مولانا حافظ نصیر احمد احرار سلمہ مہتمم ہیں، جو جمیعت طلبا اسلام کے صدر رہے۔ اب جمیعت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بے لوث ورکر ہیں۔ رسول پارک لاہور کا جامعہ عثمانیہ اور اٹک کا مدرسہ نورالاسلام گوندل ان کے صدقات جاریہ ہیں، نورالاسلام گوندل میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ چند سطور بھی تحریر کردی جائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان کارنامے

خلیفۂ اول حضرتِ صدیق اکبرؓ کے کارناموں سے پہلے آپ کا مختصر تعارف ضروری ہے، آپ مکۂ معظمہ میں واقعہ اصحاب فیل سے ڈھائی برس کے بعد پیدا ہوئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تقریباً ڈھائی سال چھوٹے ہیں، آپ قریش کے مشہور قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتے ہیں اور چھٹی نسبت میں آپ کا نسب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے، آپ کا نام عبدالکعبہ رکھا گیا جس کو اسلام لانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر عبداللہ کردیا، والد صاحب کا نام عثمان تھا، حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدّیق اور عتیق ہے اور ابوبکر کنیت ہے جو سب سے زیادہ مشہور ہوئی۔

اسلام سے پہلے بھی آپ قریش کے روسا میں شمار ہوتے تھے، تجارت پیشہ اور کافی دولت مند تھے، آپ تمام قریش میں حسن اخلاق، ہمدردی، دانشمندی، معاملہ فہمی اور وسعت معلومات جیسے اوصاف میں نہایت ممتاز مرتبہ رکھتے تھے، اسی وجہ سے قریش اہم معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل کرتے، جب آپ کی عمر ساڑھے سینتیس سال ہوئی تو مکہ میں آفتاب رسالت طلوع ہوا تو آپ نے بلا تامل دعوتِ اسلام کو قبول کرلیا اور آپ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے خادم خاص اور رفیق ہوگئے کہ وفات کے بعد بھی آپ کے پہلو میں مدفون ہوئے، اسلام لاتے ہی آپ نے اپنے جان ومال، آل واولاد اور عزیزوں کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کردیا، پھر کفار قریش کی ایذائیں مکہ میں برداشت کرتے رہے حتی کہ ایک مرتبہ آپ ان کے ظلم سے محفوظ رہنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر حبشہ کی

حضرت مولانا سبحان محمود رحمہ اللہ

جانب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے لیکن ایک قبیلے کا بڑا باوجاہت سرداران کو اپنی ذمہ داری اور امان میں واپس لے آیا، پھر دوبارہ مکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑا انتظار کرو کیونکہ امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی، یہ سن کر خوش ہوگئے اور سفر ہجرت میں رفاقت کی درخواست کی جو منظور ہوگئی، خفیہ طریقے سے سامان سفر کی تیاری کرنے لگے حتی کہ سفرِ ہجرت شروع ہوگیا اور آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین دن غار ثور میں روپوش رہنے کے بعد مدینۂ طیبہ پہنچے، اس سفر میں آپ نے خدمت گذاری، جاں نثاری اور فدائیت کے وہ عظیم اور حیرت ناک کارنامے انجام دیئے کہ تاریخ اُن کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ حتی کہ ہجرت کے چھ سات ماہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اس کی زمین کی قیمت جو دس اشرفیاں تھیں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی، اس طرح قیامت تک مسجد نبوی کا صدقۂ جاریہ آپ کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ پھر اس مسجد کے قریب ہی اپنی سکونت کے لئے ایک کچا مکان بنالیا اور مکہ معظمہ سے اپنے اہل وعیال کو بلا کر اس میں رہنے لگے۔

جب کافروں سے جہاد اور غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت صدیق اکبرؓ تمام غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ صرف میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے بلکہ تمام معاملاتِ صلح وجنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر، مشیر اور رفیق خاص بھی رہتے تھے۔

حتی کہ ۱۱ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کا سلسلہ شروع ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ۴، ۵ دن پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کو نمازوں کی امامت کے لئے مقرر فرمادیا، جس سے اشارہ فرمادیا کہ آپ کے بعد صدیق اکبرؓ ہی آپ کے خلیفہ ہوں گے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو صحابہ کرامؓ پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی، ہوش وحواس جاتے رہے، ایسے نازک موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ کوہِ استقلال بنے رہے اور آپؓ کے عزم و استقلال نے حضرات صحابۂ کرام کو حوصلہ دیا، وفات کے روز ہی حضرت صدیق اکبرؓ کو ایک خاص مجلس میں اور دوسرے روز تمام صحابۂ کرام کے اجتماع میں خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چُن لیا گیا۔

خلافت کا بار اٹھاتے ہی آپ نے سب سے پہلا فرمان اُس جیشِ اُسامہ کے تیار ہونے کا جاری کیا جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشکیل دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے وہ روانہ نہ ہوسکا تھا، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پھیلتے ہی ملک عرب سے بغاوت اور ارتداد کی مسلسل خبریں مدینۂ طیبہ میں آرہی تھیں اس لئے صحابۂ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ اندرونی بغاوت کو دور کرنے کی وجہ سے اس لشکر کو نہ بھیجا جائے لیکن صدیق اکبرؓ نے اس موقع پر نہایت عزم واستقلال اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس رائے کو تسلیم نہیں کیا اور لشکرِ اُسامہ کو اس کی منزل کی طرف روانہ فرمادیا۔

ارتداد وبغاوت کا یہ فتنہ جو اُس وقت ملک عرب میں پھیلا تھا، اس کی مختصر روئیداد اس طرح ہے کہ مختلف قبیلوں میں جھوٹے نبی پیدا ہوگئے، اس جھوٹی نبوت کا دعویٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں ہی بعض طالع آزما لوگوں نے کردیا تھا، اُن میں سے ملک یمن میں اسود عنسی تھا، اس کا قبیلہ جو بڑا جنگجو اور کثیر تعداد میں تھا اس پر ایمان لے آیا تھا کیونکہ یہ بڑا شعبدہ باز تھا، اس نے اپنے لشکر کے ذریعہ شہر صنعاء پر جو یمن کا دارالخلافہ تھا قبضہ کرلیا، اور حکومت کرنے لگا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی اُس کو قتل کردیا گیا، آپ نے اپنی حیات کے آخری دن اس کے مقتول ہونے کی خبر دی، لیکن اس کا قبیلہ جو یمن میں دور دور تک پھیلا ہوا تھا، برابر شورشیں کرتا اور سر اٹھاتا رہا، جس کو حضرت صدیق اکبرؓ نے لشکر کشی کے ذریعہ دبادیا۔

ابھی یہ فتنہ پوری طرح ختم نہ ہوا تھا کہ بہت سے اُن قبائل نے جو وہاں رہتے تھے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرکے ارتداد اختیار کرلیا، اور ان قبائل نے اپنے فوجی لشکروں کے ساتھ مدینہ طیبہ کا محاصرہ کرلیا، اور اپنے ایلچیوں کو حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن ہم سے زکوٰۃ کو معاف کردیں، صدیق اکبرؓ نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا تو ان کی رائے نرمی کرنے کی ہوئی لیکن صدیق اکبرؓ نے اس رائے کو قبول نہ کیا، کیونکہ زکوٰۃ حکومت کا ٹیکس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک فریضۂ عبادت ہے جس کو معاف کرنے کا بندوں کو اختیار نہیں، سب نے اس کو تسلیم کیا اور اُن کے ایلچیوں کی درخواست مسترد کردی اُن کے واپس جانے کے بعد فوراً ہی حضرت صدیق اکبرؓ نے مدینہ کی حفاظت کا انتظام کیا کہ شہر کے ناکوں پر مختلف صحابۂ کرام کو تعینات فرماکر تمام اہل مدینہ کو ہر وقت مسلح اور مستعد رہنے کا حکم دیا۔ قاصدوں کے واپس جانے کے تین دن بعد اُن قبائل نے مدینہ پر حملہ کیا، محافظین نے حملہ روک کر صدیق اکبرؓ کو اطلاع دی وہ فوراً فوج لے کر پہنچے اور ان کو شکست دے دی، پھر انہوں نے دوسرا حملہ کیا اور شکست کھائی، پھر تمام باغی فوجیں اکٹھی ہوگئیں تو صدیق اکبرؓ نے راتوں رات سفر کرکے علی الصبح اُن پر چھاپہ مارا اور ایسی شکست دی کہ پھر وہ جمع نہ ہوسکے۔

اس کے بعد انہوں نے جھوٹے نبیوں کی سرکوبی کا منصوبہ بنایا، اُس وقت ایسے لوگ جاہ ومنصب کے خواہاں تھے جو نبوت کے جھوٹے وعدوں سے اپنی دکان چمکاتے تھے، حتیٰ کہ ایک عورت نے بھی جس کا نام سجاح تھا نبوت کا دعویٰ کردیا تھا اور اس کے قبیلہ نے اس کی پیروی کرلی تھی، نیز قبیلہ بنوتغلب بھی جو نصرانی تھا اپنا مذہب

سالانہ ختم نبوت کانفرنس کوہاٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ کے زیراہتمام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۲ر دسمبر ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر مرکزی عیدگاہ کوہاٹ شہر میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی پہلی نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ کے سرپرست شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء المنان مدظلہ نے کی۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت مولانا قاری محمد ہارون کی تلاوت سے شروع ہوئی، مولانا محمد آصف ترابی نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ کوہاٹ کے مشہور نعت خواں حافظ محمد واصف رحیمی نے اپنے مخصوص لہجے میں نعت پیش کرکے مجمع کو گرمایا، اس کے بعد مولانا عتیق الرحمن نے بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے عقیدۂ ختم نبوت پر مدلل گفتگو کی۔ اس کے بعد مغرب کی اذان اور نماز ادا کی گئی۔ دوسری نشست کا آغاز حضرت قاری عبیداللہ مدظلہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، جس کی صدارت نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت خواجہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا مفتی مختار الدین شاہ مدظلہ نے اتحاد امت کے سلسلے میں دلنشین گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء المنان مدظلہ نے بیان فرمایا۔ ناظم وفاق المدارس العربیہ پنجاب مولانا قاضی عبدالرشید نے ختم نبوت کے مسئلے کے بارے میں خطاب کیا۔ حافظ واصف رحیمی نے ختم نبوت پر نظم پیش کی اور سامعین نے خوب داد دی، اس کے بعد آخری اور خصوصی بیان شاہین ختم نبوت، فاتح قادیانیت، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا تھا جس میں انہوں نے بڑے دلنشین انداز میں عصر حاضر میں ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے بارے میں گفتگو فرمائی اور آخر میں نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ نے دعا فرمائی، اس کے بعد عشاء کی اذان اور نماز ادا کی گئی اور کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

چھوڑ کر اس کی امت میں داخل ہو گیا تھا۔

ان جھوٹے نبیوں میں صرف دو آدمی صاحب قوت وشوکت تھے اوران کی ہمت بھی زیادہ تھی، ایک طلیحہ اسدی اوراس کی امت میں حاتم طائی کا قبیلہ اور اسد وغطفان کے قبائل تھے دوسرا مسیلمہ کذاب تھا جس کے ساتھ سجاح نے نکاح کر لیا تھا اوراس کی فوج کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ ہوگئی تھی، حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سب کی سرکوبی کے لئے مہمات روانہ کیں، حضرت خالد بن ولیدؓ کو طلیحہ کے مقابلہ میں بھیجا، لیکن ان کی معاونت کے لئے حاتم طائی کے بیٹے عدیؓ کو بھی ساتھ کر دیا، انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا تو انہوں نے توبہ کر لی اور ایک ہزار فوج حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ وہاں سے ہو گئی۔ طلیحہ شکست کھا کر ملک شام بھاگ گیا پھر وہیں پر توبہ کر کے مسلمان ہو گیا اور فاروق اعظمؓ کے زمانے میں مدینہ آکر بیعت کر لی۔

دوسرا معرکہ جو سب سے زیادہ سخت اور سنگین تھا مسیلمہ کذاب سے ہوا، حضرت صدیق اکبرؓ نے اولاً اس کے مقابلہ کے لئے دو لشکر یکے بعد دیگرے بھیجے لیکن ان دونوں کو شکست ہوئی تو صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو روانہ فرمایا اوران کی مدد کے لئے مہاجرین وانصار کی ایک جمعیت بھی روانہ کی، حضرت خالد بن ولیدؓ کی خبر سن کر مسیلمہ اپنے لشکر کو لے کر ایک میدان میں خیمہ زن ہوا، جنگ شروع ہوئی اور مسیلمہ کا لشکر مسلمانوں کو دباتا ہوا ان کے خیموں کے پیچھے تک لے گیا۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے امیروں نے بڑی چال بازی کا ثبوت دیا حتی کہ مسلمانوں نے انتہا زبردست حملہ کیا کہ مسیلمہ کا لشکر اپنے مقام تک آ گیا اور ایک باغ میں داخل ہو کر جہاں مسیلمہ کذاب قدم جمائے کھڑا تھا، اس کا دروازہ بند کر دیا، ایک جان باز مسلمان نے اس کی دیوار پر چڑھ کر پھر نیچے اتر کر دروازہ کھول دیا، لشکر اسلام نے اندر داخل ہو کر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے، حضرت خالدؓ دشمنوں کو کاٹتے ہوئے مسیلمہ کے سامنے پہنچ گئے، اولاً اس کو دعوت اسلام دی اس کے انکار پر اس پر حملہ کیا جو کارگر نہ ہوا، لیکن اس حملے سے مسیلمہ اور اس کے لشکر کے قدم ڈگمگا گئے، کہ اتنے میں ایک حبشی مسلمان حضرت وحشیؓ نے اپنا نیزہ اس طرح تول کر مارا کہ مسیلمہ کے سینہ میں لگ کر دوسری طرف سے نکل گیا تو فوراً ہی ایک انصاری صحابی نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کے مرتے ہی اس کی فوج بھاگ پڑی، مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی، اس جنگ میں بقول بعض مؤرخین مسیلمہ کی فوج کے اکیس ہزار آدمی مقتول ہوئے اور مسلمانوں کو بھی اچھا خاصا نقصان اٹھانا پڑا، سب سے زیادہ مہاجرین اور انصار اس میں کام آئے جن کی تعداد بقول بعض مؤرخین سات سو ہے جبکہ دوسرے قبائل کے مسلمان ان کے علاوہ ہیں، لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کے حسن تدبیر اور تائید الٰہی کے باعث یہ فتنہ جڑ سے نکل گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

استاذ المبلغین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تعلیمات، مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بڑے بیٹے، مدرسہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے مہتمم، جے یو آئی ضلع ملتان کے رہنما حضرت مولانا محمد ابوبکر شجاع آبادی، بتاریخ ۲۰ دسمبر ۲۰۲۰ء بروز اتوار صبح نشتر ہسپتال ملتان میں بقضاء الٰہی وفات پا گئے۔ نماز جنازہ بعد نماز مغرب بستی مٹھو جلالپور پیروالا روڈ شجاع آباد کے ایک نجی اسکول کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی، نماز جنازہ پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں صوبہ بھر کے تمام مسالک ومکاتب فکر کے علماء کرام ومشائخ عظام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین ومبلغین مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد بلال، سمیت رفقاء کرام کثیر عوام الناس، علماء وحفاظ کرام نے شرکت فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد عبداللہ حسن زئی، مولانا عبدالحی مطمئن، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد قاسم، ناظم دفتر محمد انور رانا، سید انوار الحسن، عبداللطیف طاہر، ریاض الحق، وارث علی اور دیگر اراکین دفتر نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا ابوبکر کی بال بال مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین یارب العالمین۔

کوئٹہ کا روحانی سفر!

حافظ محمد احمد احسان سبطین

غالباً ۹؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز پیر کو دن میں میرے ابو کے پاس مفتی خالد محمود صاحب کا فون آیا۔ فون پر مفتی صاحب نے ابو کو خوشخبری سنائی کہ انہوں نے ۱۵؍اکتوبر کو حضرت اقدس حضرت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی خدمت میں حاضری دیتے ہوئے درخواست کی تھی کہ کوئٹہ کے لئے کوئی وقت مرحمت فرمادیں۔ حضرت نے انتہائی شفقت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقت عنایت فرمادیا ہے۔ حضرت ۲۸؍اکتوبر کو کوئٹہ تشریف لائیں گے اور یکم نومبر کو واپسی ہوگی۔ یہ خوشخبری سن کر میرے ابو بہت خوش ہوئے اور ابو نے بھی کوئٹہ کا پروگرام بنالیا۔ مفتی صاحب نے ابو کو بتایا کہ سب سے پہلے میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں، اب تک کسی کو نہیں بتایا۔ ابو نے پہلے حافظ خلیل صاحب کو حضرت کا پروگرام بتایا بعد میں باقی احباب کو بھی مطلع کیا۔

اس سفر میں خاص طور پر ابو نے مجھے اپنے ساتھ رکھا تاکہ میں بھی اپنے بزرگوں سے کچھ سیکھ کر اپنی اصلاح کرسکوں، میرے ابو یہ چاہتے تھے کہ اس سفر کی برکات مجھے بھی حاصل ہوجائیں۔ چنانچہ ہمارا یہ سفر ۲۸؍اکتوبر کو شروع ہوکر یکم نومبر کو اختتام پذیر ہوا۔ سفر سے واپسی پر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ احمد تم اس سفر کی روئیداد لکھو۔ حضرت تو جانتے تھے کہ میں کہاں لکھ سکتا ہوں، مگر میرا شوق اور دلچسپی بڑھانے کے لئے حضرت نے فرمایا۔ حضرت کے فرمانے پر میرے دل میں بھی شوق پیدا ہوا۔ کراچی آکر میرے ابو نے بھی ہمت بڑھائی، مفتی خالد صاحب نے بھی دو تین مرتبہ پوچھا تو میں نے چند سطریں لکھیں۔ اور مفتی خالد صاحب کو تصحیح کے لئے اپنی تحریر دکھائی تو مفتی صاحب نے میری بہت حوصلہ افزائی کی، میری تحریر کی تصحیح بھی فرمائی اور اس میں بہت کچھ اضافہ بھی کیا۔ اس مضمون میں جتنی معلومات ہیں وہ سب مفتی صاحب نے اضافہ کی ہیں، اس طرح یہ کارآمد مضمون بن گیا ہے۔

اقرأ روضۃ الاطفال ملک کا ایک معروف تعلیمی ادارہ ہے۔ جس نے ہر ہر گھر میں قرآن کریم کی دولت پہنچانے کا عزم کیا ہوا ہے اور وہ اس میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوا ہے۔ اس ادارے نے ایسے گھرانوں میں بھی حفظ قرآن کی دولت پہنچائی جہاں دور دور تک حفظ قرآن کا تصور نہیں تھا۔ اس ادارہ کی شمالی علاقہ جات اور آزاد کشمیر سمیت پورے ملک میں ۱۸۸ شاخیں قائم ہیں جس میں تراسی ہزار سے زائد بچے/ بچیاں زیر تعلیم ہیں اور چھہتر ہزار سے زائد بچے/ بچیاں حفظ قرآن کریم کی دولت سے مالا مال ہوچکے ہیں۔

اس ادارہ کی کوئٹہ شہر میں بھی شاخیں ہیں جو سب کرایہ پر تھیں۔ ادارہ کی اپنی کوئی جگہ نہیں تھی۔ ۲۰۱۳ء میں اقرأ نے ائیرپورٹ کے قریب ایک جگہ خریدی، پانچ سال قبل حضرت کوئٹہ تشریف لے گئے تو اس جگہ جاکر آپ نے دعا فرمائی تھی۔ ۲۰۱۶ء کے آخر میں اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ سوء اتفاق سے تعمیر میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوئی اور چھ سات ماہ کام رکا رہا، حضرت اقدس نے اس کے لئے بہت دعائیں کیں، حضرت کی دعاؤں کی برکت اور اللہ کے فضل وکرم سے تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں اور دوبارہ کام کا آغاز ہوا۔

جون ۲۰۱۹ء میں یہاں بچوں کو منتقل کردیا گیا۔ مفتی خالد صاحب کی خواہش تھی کہ اس جگہ کا باقاعدہ آغاز حضرت کی دعا سے ہو۔ اکتوبر ۲۰۱۹ء میں کوئٹہ میں حفاظ بچوں/بچیوں کی سالانہ تقریب بھی تھی۔ اس کیلئے حضرت سے وقت مانگا گیا مگر ان دنوں میں حضرت کے کالج میں امتحانات کا سلسلہ تھا، اس لئے آپ کوئٹہ تشریف نہ لاسکے۔ ارادہ تھا کہ سردیوں کے بعد حضرت سے وقت لیا جائے گا، مگر کورونا کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہوسکا۔

اکتوبر ۲۰۲۰ء میں مفتی صاحب نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی اور کوئٹہ تشریف آوری کی درخواست پیش کی تو آپ نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے، کوئٹہ کے لئے چار

دن عنایت فرمائے۔

ایبٹ آباد سے حضرت کے ساتھ آپ کے دیرینہ رفیق اور سفروحضر کے ساتھی الحاج عطاء اللہ صاحب (ریٹائرڈ ایکسین) جو حضرت کے خلیفہ مجاز بھی ہیں، بہت ملنسار اور محبت کرنے والے انسان ہیں۔ آپ کے صاحبزادے بھائی عبدالحسیب جو پیتھالوجی میں ڈاکٹر ہیں، وومن کالج ایبٹ آباد میں پڑھاتے ہیں اور اس وقت پشاور سے اسی پیتھالوجی میں ایم فل کر رہے ہیں اور حضرت کے خلیفہ مجاز بھی ہیں، اور حضرت کے معمولات خصوصاً سفروحضر کے نظم کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں اور اسفار میں اکثر حضرت کے ساتھ ہی ہوتے ہیں اور بھائی عدنان جمیل صاحب جو کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس ہیں اور کامسٹ یونیورسٹی اسلام کے ایبٹ آباد کیمپس میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ حضرت والا سے خاص تعلق ہے اور دل و جان سے حضرت کی خدمت بجا لاتے ہیں اور اس پر خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمت کا خاص سلیقہ بھی عطا فرمایا ہے۔ یہ تین افراد حضرت اقدس کے ہمراہ تھے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالسلام:

حضرت اقدس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مدظلہ العالی کا آبائی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔ حضرت نے ۱۹۷۵ء میں خیبر میڈیکل کالج سے پیتھالوجی میں ایم بی بی ایس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے کیمیکل پیتھالوجی میں ۱۹۸۲ء میں ایم فل کیا۔ ۱۹۹۹ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے کیمیکل پیتھالوجی میں پی ایچ ڈی کیا۔

۱۹۹۹ء میں ایبٹ آباد تشریف لائے۔ اس سے قبل ڈیرہ اسماعیل خان میں سکونت پذیر تھے۔ وہاں ایک جدید انداز کی اعلیٰ قسم کی لیب بھی قائم کی تھی۔ مگر اپنے حضرت کے حکم سے سب کچھ چھوڑ کر ایبٹ آباد تشریف لے آئے۔ ایک سال تک فرنٹیئر میڈیکل کالج جوائن کیا۔ ۲۰۰۰ء میں ریاض سعودی عرب تشریف لے گئے، وہاں قائم سینٹرل لیب میں کام کیا مگر وہاں آپ کا دل نہیں لگا اور دس ماہ بعد ہی واپس اپنے ملک تشریف لے آئے۔ انہی دنوں ایبٹ آباد میں وومن میڈیکل کالج قائم ہوا تھا۔ وہاں سے آفر آئی اور یوں ۲۰۰۱ء سے تاحال اسی میڈیکل کالج میں بحیثیت ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ پیتھالوجی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

عصری تعلیم کے علاوہ آپ نے دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی، ڈیرہ اسماعیل خان کے مدرسہ نعمانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدین رحمہ اللہ جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید تھے، ان سے خاص تعلق تھا۔ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے، سات سال مسلسل ان کے درس بخاری میں آپ نے شرکت فرمائی ہے۔

تعلیم وتدریس کے علاوہ آپ تبلیغ سے بھی وابستہ ہیں، باقاعدہ وقت لگاتے ہیں، اجتماعات اور شب جمعہ کے جوڑ میں برابر شرکت فرماتے ہیں۔ تبلیغ کے سلسلہ میں بیرون ملک اسفار بھی ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کی جماعت کی تشکیل ہالینڈ ہوئی، ہالینڈ کا ویزا ملنا بظاہر مشکل تھا مگر اللہ نے کرم فرمایا اور ویزا لگ گیا اس کی داستان خود حضرت اقدس کی زبانی سنئے۔

’’نومبر ۲۰۰۶ء میں احقر کی تشکیل بطور ذمہ دار پانچ اشخاص کے ساتھ رائے ونڈ سے ہالینڈ اور بلجیم کے لئے ہوئی، اسلام آباد ویزے کے حصول کے لئے جانے سے پہلے پچاس دن اندرون ملک تشکیل میں گزارے، اس کے بعد اسلام آباد چلے گئے، رائے ونڈ میں شعبۂ خطوط کے احباب خصوصاً عبدالقیوم صاحب ایبٹ آباد والے کہہ رہے تھے کہ ہالینڈ کا ویزا مشکل ہے، پندرہ سال سے کسی جماعت کو ویزا نہیں ملا، کچھ وقت گزار لیں، پھر دوسرا ملک دے دیں گے۔ پنڈی مرکز کے حضرات بھی یہی کہتے تھے کہ ہالینڈ کا ویزا بہت مشکل ہے، تین چار مہینے کے بعد دوسرے ملک کے لئے درخواست پیش کردیں۔

ہم رائے ونڈ میں تھے، اسلام آباد ابھی نہیں گئے تھے، جماعت کے ایک ساتھی فخر زماں صاحب نے حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: آپ لوگ پریشان نہ ہوں، آپ کی جماعت ہالینڈ جائے گی۔ دوسری دفعہ خواب میں زیارت ہوئی، خواب میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پہنچی، اس سے نور نکلا، ڈاکٹر صاحب کے اُوپر پڑا، پھر خواب دیکھنے والے پر پڑا، اس کے بعد حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ساری جماعت کو بٹھا کر ہدایات دیں۔ ڈاکٹر صاحب کو خصوصی ہدایات دیں،

دعائیں دیں، جماعت جہاز میں بیٹھی، جہاز ہوا میں اُڑا اور حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کو الوداع کہا۔

ہم لوگ چونکہ شریعت کے مکلّف ہیں، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے اعمال برابر کرتے رہے اور حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس لائن کے لئے جو اعمال بتائے تھے، وہ بھی احقر (حضرت ڈاکٹر صاحب) کرتا رہا، ظاہراً تو ویزا لگنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی، لیکن اللہ رب العزت نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ویزا لگوادیا اور ساری جماعت کا لگا، بخلاف پندرہ سال پہلے بعض جماعتوں میں چند کے ویزے لگتے تھے اور بعض کے نہیں لگتے تھے۔ اللہ رب العزت نے حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کو سچ کر دکھایا۔‘‘

(دکانِ عشق صفحہ ۶۷، ۶۸)

تعلیم وتبلیغ کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مدظلہ العالی نے طریقت کا راستہ بھی اختیار کیا اور ایک اللہ والے کی خدمت میں رہ کر راہِ سلوک طے کیا اور پہلے اپنا تزکیہ کیا اور پھر دوسروں کے تزکیہ میں مصروف ہوگئے اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھانا شروع کیا، ہمارے حضرت اقدس نقشبندی سلسلے کے عظیم بزرگ، شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ سے بیعت تھے، حضرت خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کندیاں شریف ضلع میانوالی میں رہائش پذیر تھے اور حضرت ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے، جگہ دور تھی، مصروفیت کی وجہ سے خانقاہ جا نہیں پاتے تھے، اس لئے اپنی تربیت کے حوالے سے متفکر رہتے تھے۔ اسی فکر مندی نے آپ کو حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضرت اقدس اپنا واقعہ خود اس طرح بیان فرماتے ہیں:

’’احقر (حضرت ڈاکٹر عبدالسلام مدظلہ) حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کندیاں شریف والے سے ۱۹۹۰ء میں بیعت ہوا، احقر اس وقت گومل یونیورسٹی شعبۂ فارسی میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر متعین تھا، اس کے ساتھ بندہ کی ایک پرائیویٹ پیتھالوجی لیبارٹری تھی، بندہ ان دِنوں انتہائی مصروف تھا، پڑھانے کے علاوہ لیبارٹری میں مصروفیت، تبلیغ کے کام کے ساتھ وابستگی اور طب کے شعبے میں ریسرچ کے کام میں مصروفیت کی وجہ سے شیخ کے ساتھ برائے نام رابطہ رہتا تھا، اور سال میں کہیں ایک مرتبہ تھوڑی دیر کے لئے زیارت کا موقع مل جاتا تھا۔ بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ اگر شیخ نزدیک ہو، اور اس کے ساتھ رابطہ متواتر ہو تو فائدہ زیادہ ہوتا ہے، یہ بات ذہن میں اکثر آتی تھی اور ایک ہیجانی کیفیت کا دل پر غلبہ تھا، آخر کار اللہ رب العزت نے سوچ اور فکر کو حقیقت میں بدل دیا۔ ۱۹۹۲ء کی بات ہے ایک دفعہ پشاور یونیورسٹی میں شعبۂ فارسی کے طلبہ کا امتحان لینے گیا، پروفیسر محمد انور ربانی صاحب جو کہ آج کل گورنمنٹ کالج لکی مروت کے پرنسپل ہیں، میرے ساتھ تھے، ان کا پشاور میں کسی سرجن سے معائنہ کروانا تھا، رات کو پشاور یونیورسٹی کے ریسٹ ہاؤس میں قیام تھا، تبلیغ اور تصوف پر بات ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا: میں حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ (کندیاں) سے بیعت ہوں، کندیاں دُور ہے، میں بہت مصروف ہوں، جس کی وجہ سے حاضری کا موقع بہت کم ملتا ہے۔ عرض کیا: اگر ڈیرہ اسماعیل خان میں کوئی اللہ والے ہوتے تو زیادہ فائدہ ہوتا۔ پروفیسر انور ربانی نے کہا کہ: ڈیرہ میں ایک اللہ والے موجود ہیں، حضرت احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ ہیں، انہوں نے ان سے ملاقات کرانے کا وعدہ کرلیا۔

عید الفطر کا دن تھا، احقر اپنے بڑے بیٹے عبدالرحمٰن کے ساتھ پروفیسر انور ربانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، ربانی صاحب نے کہا کہ: حضرت خلیفہ غلام رسول صاحب کے پاس چلتے ہیں۔ میں نے حیرانی سے پوچھا: موجود ہوں گے؟ میرا اغلب خیال تھا کہ وہ عید منانے اپنے گاؤں لعل ماہڑہ بچوں کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ جواب ملا: ہاں موجود ہوں گے! ہم تینوں گاڑی میں سوار ہو کر حضرتؒ کی مسجد محلّہ نوازش علی حاضر ہوئے، دن کے تقریباً گیارہ بجے تھے، حضرتؒ مسجد کے صحن میں چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، سر کے نیچے اینٹ رکھی ہوئی تھی، حضرتؒ کی اس بے سروسامانی کی حالت کو دیکھ کر بندہ کے دل پر ایک چوٹ لگ گئی، دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ اللہ والے بزرگی سے خالی نہیں۔ حضرتؒ نیند سے جاگ گئے، پروفیسر ربانی نے میرا

تعارف کرایا، حضرت خلیفہ غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آپ خواجہ خان محمد صاحب سے بیعت ہیں، اس لئے آپ کی بیعت مکمل ہے، میں بیعت نہیں کروں گا، اور خواجہ خان محمد صاحب ولی کامل ہیں، البتہ آپ کی روحانی تربیت کروں گا۔'' حضرتؒ نے احقر کے لطیفہ قلب پر اسم ذات کی ضرب لگائی اور اس کے فوراً بعد مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا: ڈاکٹر صاحب! مبارک ہو، آپ کا قلب جاری ہوگیا ہے۔ میں نے دل میں کہا: حضرت میرا دل رکھنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: جب گھر چلے جاؤ، سونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ کر مراقب ہو جاؤ اور لطیفہ قلب پر اسم ذات کا ذکر کرتے رہو۔ احقر نے جب مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ حضرتؒ نے جو مبارک باد دی تھی وہ صحیح تھی، چونکہ احقر کا طب کے پیشے سے تعلق ہے، معلوم ہوا کہ دل جاری ہے، اس وقت حضرتؒ کے کشف کا اندازہ ہوا، اس طرح احقر نے حضرتؒ کے روحانی مدرسے میں داخلہ لیا اور یہ روحانی سفر شروع ہوا۔'' (دکانِ عشق صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

۱۹۹۲ء سے جو یہ روحانی سفر شروع ہوا تو پھر اس کے بعد حضرت اقدس اپنے شیخ کی نگرانی میں مسلسل آگے بڑھتے رہے اور سلوک کی راہیں طے کرتے رہے، حضرت فرماتے ہیں:

''جب احقر نے ۱۹۹۲ء میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تعلق قائم کیا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ڈاکٹر صاحب! آپ میرے پاس بہت تاخیر سے آئے، حالانکہ میں بھی ڈیرہ میں تھا، اور تم بھی ڈیرہ میں تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور توجہ نہیں ڈال سکتا، توجہ کے لئے بڑی قوت لگانی پڑتی ہے۔ احقر نے درخواست کی کہ: میں بہت مصروف ہوں، مجھے شارٹ کٹ (مختصر) راستے پر لے جائیں! حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا ہی کریں گے! اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے ۱۹۹۵ء میں تکمیل ہوگئی، حضرتؒ کی تربیت کا انداز عجیب تھا، ہر سالک کو انفرادی طور پر توجہ اور باقاعدگی کے ساتھ اسباق دیتے تھے، ایسا بہت کم شیوخ کو کرتے دیکھا گیا ہے۔''

(دکانِ عشق صفحہ ۱۲۱)

ہمارے حضرت اقدس نے اپنے شیخ مولانا خلیفہ غلام رسول قدس سرہ کی خدمت میں دس سال اس طرح گزارے کہ رات دن حضرت کی خدمت کی، حضرت خلیفہ صاحب بہت کمزور ہو چکے تھے، طویل مراقبوں کی وجہ سے ٹانگوں کے مسلز جواب دے چکے تھے اس لئے خود سے اٹھنا بیٹھنا مشکل تھا، حضرت انہیں اٹھاتے بٹھاتے تھے، ان کی خدمت کرتے تھے، ان کے بچوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کے شیخ نے آپ کو وصیت کی تھی کہ:

''جس طرح میری موجودگی میں میرے اہل وعیال کا خیال رکھتے ہیں، میری وفات کے بعد بھی آپ اسی طرح میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں گے۔''

(دکانِ عشق صفحہ ۱۴۸)

آپ نے اپنے آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ دو مرتبہ اپنے شیخ کو عمرے پر لے گئے، اس سفر کی روئیداد سناتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں:

''اللہ رب العزت کے کرم اور توفیق سے احقر (حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ) نے حضرت کے ساتھ حرمین شریفین کے دو سفر کئے۔ ایک سفر ۱۹۹۳ء میں ہوا، اور دوسرا ۱۹۹۵ء میں ہوا۔ حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے ہیں کہ: ڈاکٹر صاحب کی بدولت میں نے وہ پیارے پہاڑ دیکھے ہیں۔ حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: جوانی میں میری تمنا تھی کہ حرمین شریفین کی زیارت کرلوں، اللہ نے بڑھاپے میں دو دفعہ زیارت کرادی۔ فرمایا: اب بھی دل کرتا ہے کہ اللہ پھر ایک مرتبہ زیارت کرادے۔ فرمایا: ڈاکٹر عبدالسلام نے پہلے عمرے میں مجھے ریڑھی پر پھرایا، مکہ اور مدینہ دونوں میں، دوسری دفعہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا: ریڑھی نہیں لینی ہے، دوسری دفعہ جب جدہ ایئر پورٹ کے لاؤنج میں پہنچے، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں گر گیا، ڈاکٹر صاحب نے مجھے اٹھایا، میں نے دل میں کہا کہ ہمارے ہاں تو یہ رواج نہیں ہے کہ مسافر کو دھکے نہیں دیتے، اس کو ڈھر ڈھر نہیں کرتے۔ دوسری دفعہ جب سعی سے فارغ ہوئے اور سعی والے برآمدے سے حرم کی طرف بڑھے تو راستے میں پھر میں گر گیا۔ فرمایا: ڈاکٹر صاحب نے مجھے اٹھایا، میں نے دل میں کہا

کہ ہمارے ہاں اگر کتے کو روٹی نہیں دیتے تو اس کو دُھر دُھر نہیں کرتے۔ حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے دل میں کہا کہ اگر میں تیسری مرتبہ گر گیا، میرا طواف مکمل کرادیں۔ کیوں کہ احرام میں تھا، مجھے رونا بھی آیا اور دل میں کہا کہ اگر میں پھر گر گیا تو ڈاکٹر صاحب سے کہوں گا کہ: مجھے طواف مکمل کراکے، مجھے گھسیٹ کر پہاڑوں میں پھینک دیں، کیوں کہ میری منظوری شاید اللہ کے ہاں نہیں، دُعا منظور ہوئی اور اسی دن میں نے آٹھ طواف بغیر ریڑھی کے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کئے۔ راقم الحروف حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رات کو اپنی پنڈلیوں میں درد سے متعلق بتا رہے تھے، فرمایا: اللہ نے اپنی طاقت دکھلائی کہ تم جیسے کمزور کو میں طواف کراؤں گا اور پھر روزانہ کئی طواف کرتے تھے۔ پھر مدینہ میں ریڑھی (وہیل چیئر) نہیں لی، وہاں اللہ نے ہمیں خزرج والوں کے حوالے کردیا۔‘‘

(دکانِ عشق صفحہ ۱۳۵،۱۳۶)

حضرت ڈاکٹر عبدالسلام مدظلہ نے دس سال اپنے شیخ کی خدمت کی، چار سال رمضان المبارک کی راتیں اور دن کا کچھ حصہ آپ کے شیخ نے حضرت ڈاکٹر صاحب کے گھر میں گزارا، یوں آپ کو اپنے شیخ کے قریب رہنے اور ان کی خدمت کرنے کا بھرپور موقع ملا اور آپ نے اپنے شیخ سے خوب استفادہ کیا۔ لوگ حیران ہوتے تھے کہ اس ڈاکٹر کو کیا ہوگیا، پاگل ہوگیا ہے؟ ایک فقیر کے پیچھے دیوانہ وار پھرتا ہے، مگر حضرت ڈاکٹر صاحب ان تمام باتوں سے بے پرواہ ہو کر دل و جان سے اپنے حضرت کی خدمت کرتے رہے، آپ ان سے استفادہ کرتے رہے اور ان کی راہنمائی میں سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔ آج الحمدللہ حضرت کا فیض پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور اس کی بھی آپ کے شیخ نے پہلے سے پیشین گوئی فرمادی تھی حضرت اقدس مدظلہ فرماتے ہیں:

’’احقر (ڈاکٹر عبدالسلام صاحب حفظہ اللہ) جب حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت لے رہا تھا تو مبشرات (رُویائے صادقہ) کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ احقر، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب بتاتا تھا اور حضرتؒ ساتھ ساتھ تعبیر دیتے تھے، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ’’ڈاکٹر صاحب !ایک وقت آئے گا کہ بڑے بڑے لوگ آپ سے فیض حاصل کریں گے۔‘‘

حضرت خلیفہ صاحب رحمہ اللہ کی بات سن کر احقر سکوت اختیار کرلیتا تھا کہ حضرت خلیفہ صاحبؒ احقر کی حوصلہ افزائی کے لئے کہہ رہے ہیں۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفہ صاحبؒ کی ایک ایک پیشین گوئی صحیح ثابت ہوگئی، اللہ والے دل کی آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں۔‘‘

(دکانِ عشق صفحہ ۶۷)

الحمد للہ! آج عوام الناس کے ساتھ دنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ کی بھی اور علماء کی بھی بہت بڑی تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہے۔

یہاں یہ بات بھی عرض کردوں کہ ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے شیخ کو سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں اجازت حاصل تھی بعد میں سلسلہ چشتیہ کی نسبت کے بھی حامل ہوئے تو شاید حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کو بھی ان سلسلوں میں اجازت حاصل ہے مگر شاید آپ کا رجحان نقشبندیہ سلسلہ کی طرف ہوا ہوا اور آپ نے اپنے شیخ کے سامنے اس کا اظہار کیا ہو تو آپ کے شیخ نے سلسلہ قادریہ کی طرف توجہ مرکوز رکھنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ کے ایک خط کے جواب میں آپ کے شیخ نے تحریر فرمایا:

’’آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے متعلق لکھا ہے۔ عزیزم! آپ نسبت قادریہ کے آداب بجالائیں، اس میں پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہیں۔ اور ہرگز ہرگز کسی اور طریق کو اس کے ساتھ نہ ملائیں۔ جو آپ دوسرے سلسلوں کی طرف رُخ رکھتے ہیں، یہ بالکل نہ کریں۔ طریقہ قادریہ راشدیہ پر تعلیم اور تلقین کو موقوف رکھیں۔ بھلا یہ تو بتلائیں نور تو قادریہ راشدیہ کا حاصل کریں، اور متوجہ اور کی طرف ہوں، تو اس میں کیا مزہ آئے گا۔‘‘

(دکانِ عشق صفحہ ۲۹۵)

اسی لئے حضرت اقدس حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ سلسلہ قادریہ میں بیعت فرماتے ہیں اور اسی سلسلہ کو ترویج دے رہے ہیں۔ کئی علماء کو آپ نے اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ انتہائی محبت کرنے والے مشفق و مہربان ہستی ہیں، اپنی محبت و مشقت کے ذریعہ دل میں اتر جاتے ہیں اور اپنی مقناطیسی شخصیت سے ہر ایک کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ (جاری ہے)

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

حافظ محمود راجا، سجاول

قسط:۲

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے طریقے:

حضور پاک پر مختلف طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی، صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حارث بن ہشام نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کی یہ صورت میرے لئے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے تو جو کچھ اس آواز نے کہا ہوتا ہے، مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آ جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۲)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی آواز کو گھنٹیوں کی آواز سے جو تشبیہ دی ہے شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک تو وحی کی آواز گھنٹی کی طرح مسلسل ہوتی ہے اور درمیان میں ٹوٹتی نہیں اور دوسرے جب گھنٹی مسلسل بجتی ہے تو عموماً سننے والے کو اس کی آواز کی سمت متعین کرنا مشکل ہوتا ہے کیوں کہ اس کی آواز ہر جہت سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور کلام الٰہی کی بھی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی کوئی ایک سمت نہیں ہوتی، بلکہ ہر جہت سے آواز سنائی دیتی ہے، اس کیفیت کا صحیح ادراک تو بغیر مشاہدے کے ناممکن ہے، لیکن اس بات کو عام ذہنوں سے قریب کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھنٹی کی آواز سے تشبیہ دی ہے۔

(فیض الباری، ج:۱،ص:۱۹-۲۰)

جب اس طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا، حضرت عائشہؓ اسی حدیث کے آخر میں فرماتی ہیں کہ میں نے سخت جاڑوں کے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی ہے، ایسی سردی میں جب وحی کا سلسلہ ختم ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی پسینے سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی، ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سانس رکنے لگتا، چہرہ انور متغیر ہو کر کھجور کی شاخ کی طرح زرد پڑ جاتا، سامنے کے دانت سردی سے کپکپانے لگتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پسینہ آتا کہ اس کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے۔

(الاتقان ج ۱۔ص ۴۶) وحی کی اس کیفیت میں بعض اوقات اتنی شدت پیدا ہو جاتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس جانور پر اس وقت سوار ہوتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجھ سے دب کر بیٹھ جاتا، اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک سر حضرت زیدؓ بن ثابت کے زانو پر رکھا ہوا تھا کہ اسی حالت میں وحی نازل ہونی شروع ہو گئی اس سے حضرت زیدؓ کی ران پر اتنا بوجھ پڑا گویا کہ وہ ٹوٹنے لگی۔ (زادالمعارج:۱، ص:۱۸-۱۹) بعض اوقات اس وحی کی ہلکی ہلکی آواز دوسروں کو بھی محسوس ہوتی تھی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرا انور کے قریب سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز سنائی دیتی تھی۔ (تبویب مسند احمد، کتاب السیرۃ النبویہ، ج:۲۰، ص۲۱۲) وحی کی دوسری صورت یہ تھی فرشتہ کسی انسانی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیتا تھا۔ ایسے مواقع پر عموماً حضرت جبرائیل علیہ السلام مشہور صحابی حضرت دحیہ کلبیؓ کی صورت میں تشریف لایا کرتے تھے، البتہ بعض اوقات کسی دوسری صورت میں بھی تشریف لاتے تھے، بہرکیف جب حضرت جبرائیل انسانی شکل میں وحی لے آتے تو نزول وحی کی یہ صورت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے آسان ہوتی تھی۔ (الاتقان، ج:۱،ص:۴۶)

وحی کی تیسری صورت یہ تھی کہ حضرت

جبرائیل علیہ السلام کسی انسانی شکل اختیار کیے بغیر اپنی اصلی صورت میں دکھائی دیتے تھے، لیکن ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر مبارک میں صرف تین مرتبہ ہوا ہے ایک اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کو اصلی شکل میں دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا، دوسری مرتبہ ”واقعہ معراج“ کے موقع پر اور تیسری بار نبوت کے بالکل ابتدائی زمانے میں مکہ مکرمہ کے مقام اجیاد پر، پہلے دو واقعات تو صحیح سند سے ثابت ہیں البتہ آخری واقعہ سنداً کمزور ہونے کی وجہ سے مشکوک ہے۔ (فتح الباری، ج:۱،ص:۱۸۔۱۹) چوتھی صورت براہ راست اور بلاواسطہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کی ہے، یہ شرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں صرف ایک بار یعنی معراج کے وقت حاصل ہوا ہے، البتہ ایک مرتبہ خواب میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔ (الاتقان، ج:۱،ص:۴۶) وحی کی پانچویں صورت یہ تھی کہ جبرائیل علیہ السلام کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں کوئی بات القاء فرمادیتے تھے، اسے اصطلاح میں ”نفث فی الروع“ کہتے ہیں۔ (ایضاً)

تاریخ نزول قرآن:

اس میں تقریباً اتفاق ہے کہ قرآن کریم کا تدریجی نزول ہوا، جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ہوا، اس کا آغاز اس وقت ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عمر چالیس برس تھی، اس نزول کی ابتدا بھی صحیح قول کے مطابق لیلۃ القدر میں ہوئی ہے، لیکن یہ رات رمضان المبارک کی کون سی تاریخ تھی، اس بارے میں کوئی یقینی بات نہیں کہی جاسکتی بعض روایات سے رمضان کی سترہویں، بعض نے انیسویں اور بعض سے ستائیسویں شب معلوم ہوتی ہے۔

(تفسیر ابن جریر، ج:۱۰،ص:۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات: صحیح قول یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی سب سے پہلے جو آیتیں اتریں وہ سورت علق کی ابتدائی آیات ہیں، صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ اس کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی ابتدا تو سچے خوابوں سے ہوئی تھی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی میں عبادت کرنے کا شوق پیدا ہوا، اور اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں غار حرا میں گزارتے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے، یہاں تک کہ ایک روز اسی غار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتہ آیا، اور اس نے سب سے پہلے بات یہ کہی کہ ”اقراء“ یعنی پڑھو۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس کے بعد خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ بیان فرمایا کہ میرے اس جواب پر فرشتے نے مجھ کو پکڑا اور مجھے اس زور سے بھینچا کہ مجھ پر مشقت کی انتہا ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا، اور دوبارہ کہا کہ ”اقراء“ میں نے جواب دیا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، فرشتے نے مجھے پھر پکڑا، اور دوبارہ اس زور سے بھینچا کہ مشقت کی انتہا ہوگئی، پھر اس نے مجھے چھوڑ کر کہا کہ ”اقراء“ میں نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اس پر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا اور بھینچ کر چھوڑ دیا، پھر کہا: ”اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْo“ (العلق:۱تا۵) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو منجمد خون سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا رب سب سے زیادہ کریم ہے۔الخ۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی آیات تھیں، اس کے بعد تین سال تک وحی کا سلسلہ بند رہا، اسی زمانہ کو ’فترتِ وحی‘ کا زمانہ کہتے ہیں، پھر تین سالوں کے بعد وہی فرشتہ جو کہ غار حرا میں آیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان اور زمین کے درمیان دکھائی دیا، اور اسی نے سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائیں، اس کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

مکی اور مدنی سورتیں:

کسی سورۃ کے ساتھ مکی اور کسی سورۃ کے ساتھ مدنی لکھا ہوتا ہے، اس کا صحیح مفہوم سمجھ لینا ضروری ہے۔ مفسرین کی اصطلاح میں ”مکی آیات“ کا مطلب وہ آیت ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغرض ہجرت مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے پہلے نازل ہوئی، اور ”مدنی آیت“ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ آپ کے مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد نازل ہوئی، کئی آیتیں ایسی ہیں جو کہ شہر مکہ مکرمہ میں نازل نہیں ہوئیں لیکن چونکہ ہجرت سے پہلے نازل ہوچکی تھیں، اس لئے انہیں ”مکی“ کہا جاتا ہے، یہاں تک کہ سفر ہجرت کے دوران جو آیتیں مدینہ منورہ کے راستے میں نازل ہوئی تھیں، ان کو بھی مکی کہا جاتا ہے، اور جو آیات مکی،

عرفات یا سفر معراج کے دوران نازل ہوئیں ان کو بھی مکی کہا جاتا ہے، اس طرح بہت سی آیات ایسی ہیں جو کہ شہر مدینہ طیبہ میں نازل نہیں ہوئیں مگر وہ مدنی ہیں، چناں چہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے سفر پیش آئے، جن میں آپ مدینہ طیبہ سے سینکڑوں میل دور بھی تشریف لے گئے، ان تمام مقامات پر نازل ہونے والی آیتیں مدنی ہی کہلاتی ہیں یہاں تک کہ ان آیتوں کو بھی ''مدنی'' کہا جاتا ہے، جو فتح مکہ یا غزوہ حدیبیہ کے موقع پر خاص شہر مکہ یا اس کے مضافات میں نازل ہوئیں، چناں چہ آیت قرآنی ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا'' (۴:۵۸) مدنی ہے، حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (البرہان، ج:۱،ص:۱۸۸، ومناہل العرفان:۱،ص:۱۸۸)

پھر بعض سورتیں تو ایسی ہیں کہ وہ پوری کی پوری مکی اور پوری کی پوری مدنی ہیں مثلاً سورہ مدثر پوری مکی ہے اور سورہ آل عمران پوری مدنی، لیکن بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ پوری سورت مکی ہے لیکن اس میں ایک یا چند آیات مدنی بھی آ گئی ہیں، بعض مرتبہ اس کے برعکس بھی ہوا ہے مثلاً سورۃ الاعراف مکی ہے، لیکن اس میں ''وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ'' سے ''وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ'' الخ تک کی آیات مدنی ہیں۔ (۷:۱۶۳تا۱۷۱) اسی طرح سورۃ حج مدنی ہے، لیکن اس میں چار آیتیں یعنی ''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی'' سے لے کر ''عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ'' مکی ہیں۔ (۲۲:۵۲تا۵۵)

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کسی سورہ کا مکی یا مدنی ہونا اکثر اس کی آیتوں کے اعتبار سے ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس سورۃ کی ابتدائی آیات ہجرت سے پہلے نازل ہو گئیں، اسے مکی قرار دے دیا گیا، اگرچہ بعد میں اس کی بعض آیتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہوں۔

(مناہل العرفان، ج:۱،ص:۱۹۲)

تاریخ حفاظت قرآن:

عہد رسالت میں حفاظت قرآن: قرآن کریم چونکہ ایک ہی مرتبہ پورا کا پورا نازل نہیں ہوا، بلکہ اس کی مختلف آیات، ضرورت اور حالات کی مناسبت سے نازل کی جاتی رہی ہیں، اس لئے عہد رسالت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ شروع ہی سے اسے کتابی شکل میں لکھ کر محفوظ کر لیا جائے، چنانچہ ابتداء اسلام میں قرآن کریم کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ زور حفظ پر دیا گیا، شروع شروع میں جب وحی نازل ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے الفاظ کو اسی وقت دہراتے رہتے تھے، تاکہ وہ اچھی طرح یاد ہو جائیں، اس پر سورہ قیامۃ کی آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کریم کو یاد رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عین نزول وحی کے وقت جلدی جلدی الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ خود آپ میں ایسا حافظہ پیدا فرما دے گا کہ ایک مرتبہ نزول وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہیں بھول سکیں گے، چنانچہ یہی ہوا کہ ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی آیات نازل ہوتیں، اور ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد ہو جاتیں۔ اسی طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک قرآن کریم کا سب سے زیادہ محفوظ گنجینہ تھا، جس میں کسی ادنیٰ غلطی یا ترمیم و تغیر کا امکان نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید احتیاط کے طور پر ہر سال رمضان کے مہینے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قرآن مجید سنایا کرتے تھے، اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ دور کیا۔ (صحیح بخاری مع فتح الباری، ج:۹،ص:۳۶)

قرآن کریم کو حفظ کرانے کے علاوہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم لکھوانے کا بھی خاص اہتمام فرمایا تھا، حضرت زیدؓ بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت کرتا تھا، جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت گرمی لگتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں کوئی ہڈی یا (کسی اور چیز) کا ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھواتے رہتے تھے اور میں لکھتا جاتا، یہاں تک کہ جب میں لکھ کر فارغ ہوتا تو قرآن نقل کرنے کا بوجھ مجھے یوں محسوس ہوتا، جیسے میری ٹانگ ٹوٹنے والی ہے اور میں کبھی چل نہیں سکوں گا، بہرحال جب میں فارغ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے پڑھو! اور میں پڑھ کر سناتا، اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اصلاح فرما دیتے اور پھر اسے لوگوں کے سامنے لے آتے۔

(مجمع الزوائد، ج:۱،ص:۱۵۶، بحوالہ طبرانی)

(جاری ہے)

کارروائی سہ ماہی اجلاس

مبلغینِ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۶،۲۷ نومبر ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوا، جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام نے شرکت کی: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، حافظ محمد انس، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد قاسم رحمانی بھاولنگر، مولانا عبدالرزاق اوکاڑہ، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد میرپورخاص، مولانا محمد حنیف سیال تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نوابشاہ، مولانا ظفر اللہ سندھی شکارپور، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا محمد اسحاق بہاولپور، مولانا محمد خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا محمد ساجد لیہ، مولانا حمزہ لقمان مظفرگڑھ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا وسیم اسلم ملتان، مولانا فضل الرحمٰن منگلا شیخوپورہ، مولانا عبدالسلام گلگت، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا عابد کمال پشاور اور مولانا محمد طارق راولپنڈی۔ اجلاس کی صدارت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ تلاوت مولانا محمد قاسم رحمانی نے کی۔ گزشتہ اجلاس کی خواندگی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کی۔

درج ذیل مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی: حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی راولپنڈی، مولانا قاری محمد ادریس ہوشیارپوری ملتان، مولانا پیر جی عبدالحفیظ چیچہ وطنی، مولانا مشرف حسین امیر مجلس شیخوپورہ، مولانا عبدالکریم نعمانی کبیروالا، مولانا قاری مسعود یوسف پلندری آزاد کشمیر، مولانا خادم حسین رضوی لاہور، حافظ محمد ابراہیم حاصل پور، سیّد سراج احمد زیدی بہاولنگر، محمد یٰسین قریشی بہاولپور، بلال احمد شیخ پنو عاقل، مولانا فاروق نواب خانیوال، سیّد محمد رمضان اوکاڑہ، مولانا عبدالحئی دیرکوٹ آزاد کشمیر، میاں محمد عبداللہ چھوکر خورد گجرات، مولانا زبیر احمد دریاخان بھکر، مستری محمد شفیق شمباری منڈی بہاؤالدین، مولانا مطیع الرحمٰن جنجوعہ شریف بھکر، مولانا اشفاق الرحمٰن پھل نوشہرو فیروز، حاجی نثار احمد بہاولپور، والدہ محترمہ جناب سراج الحق امیر جماعت اسلامی، والد محترم مولانا عبداللہ میانگوندل منڈی بہاؤالدین، والد محترم ماسٹر عبدالحمید کالا پہاڑ ٹوبہ، والد محترم جناب شرجیل میر صدر انجمن تاجران راولپنڈی، والد محترم مولانا محمد عاطف فتح پور لیہ، برادر مفتی محمد خان خاخیلی نوابشاہ، پروفیسر مطیع الرحمٰن جوہرآباد، دادا مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب، برادر شیر محمد قریشی احمد پور شرقیہ، چوہدری خالد حسین کنری، چوہدری محمد آصف کنری، برادرزادی مولانا مختار احمد مبلغ میرپورخاص، نانی صاحبہ مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد، عطاء الرحمٰن برادر مولانا حفیظ الرحمٰن فیض میرپورخاص، ماموں خیر محمد تھرپارکر۔

اجلاس میں درج ذیل فیصلے ہوئے: چناب نگر ختم نبوت کورس حسب سابق چناب نگر میں ہوگا۔ وفاق المدارس کے امتحانات کے شیڈول آنے کے بعد اشتہارات شائع کئے جائیں گے۔ امسال صرف مجلس کے راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد قاسم رحمانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی لیکچرز دیں گے۔ کیونکہ شنید ہے کہ وفاق کے امتحانات تاخیر سے ہوں گے۔ پروجیکٹر کے ذریعہ مولانا فضل الرحمٰن منگا لیکچر دیں گے۔

گوہر شاہی فتنہ کے متعلق مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد کی مساعی جمیلہ کی تحسین کی گئی کہ موصوف کی مساعی جمیلہ سے ان کی رجسٹریشن کینسل ہوئی۔ بایں ہمہ یہ فتنہ موجود ہے جہاں کہیں اس کے جراثیم موجود ہیں، مبلغین کو اپنی مساعی جمیلہ جاری رکھنی چاہئیں۔ گوہر شاہیوں

کے عقائد کے متعلق ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی کتاب، حیدرآباد کا عدالتی فیصلہ اور دیگر عدالتوں کے فیصلوں کو ملا کر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نظر ثانی فرما کر اشاعت کے لئے لاہور دفتر کو بھجوائیں۔ جاوید احمد غامدی کے گمراہ کن عقائد سے متعلق پمفلٹ شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مولانا وسیم احمد مواد جمع کر کے مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو دکھلائیں۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ حالات خواہ کچھ ہوں، مبلغین حضرات اپنے اپنے حلقوں میں رہ کر تبلیغی مساعی جاری رکھیں۔

آئندہ میٹنگ کے موقع پر امتحان:

گزشتہ سہ ماہی میں قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم کے پہلے تین ابواب کا تحریری امتحان طے ہوا۔ الحمدللہ! تمام رفقاء نے پرچہ دیا نتائج حوصلہ افزا ہے۔ آئندہ اجلاس کے موقع پر بقیہ حصہ کا امتحان ہوگا۔ مولانا ثانی نے تجویز پیش کی کہ لاہور سے خانیوال تک اپنا کہیں مرکز نہیں ہے، لہٰذا ساہیوال میں مرکز ہونا چاہئے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے منظوری دے دی اور فرمایا کہ قاری عبدالجبار اور دیگر دو چار جماعتی رفقاء لے کر جگہ کا انتخاب کیا جائے، پھر مرکز سے بھی کوئی نہ کوئی ساتھی دیکھ کر خریداری کی اجازت دی جائے گی۔

اجلاس میں فرانس سے سفارتی تعلقات ختم کرنے اپنا سفیر واپس بلانے اور ان کا سفیر ملک بدر کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

اعلیٰ عدالتوں میں زیر التواء گستاخان رسول سے متعلق سینکڑوں کیسوں کا جلد از جلد فیصلہ کر کے مجرموں کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵-سی کے تحت سزائے موت دی جائے اور حکومت ان پر عملدرآمد کرے۔ مسلمانانِ پاکستان سے فرانسیسی پیٹرول پمپ ٹوٹل سمیت ان کی تمام مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی گئی۔ نیز مسلمانانِ پاکستان سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کا مکمل اقتصادی، عمرانی بائیکاٹ کریں۔

آئندہ میٹنگ ۲۵، ۲۶؍فروری ۲۰۲۱ء کو جمعرات جمعہ ہوگی۔ تمام رفقاء کرام ۲۴؍فروری بدھ شام تک حاضری یقینی بنائیں۔ نیز جمعہ پڑھا کر واپسی ہوگی۔ واپسی کا پروگرام اس کے مطابق بنائیں۔

۴؍مارچ کو ملتان اور ۱۲؍مارچ کو لاہور میں بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۳، ۵ اور ۷ دن کے شارٹ کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز یہ بھی طے ہوا کہ کوئی ایک نشست پروجیکٹر کے ذریعہ منعقد کی جائے گی۔ ☆☆

جناب عطاء اللہ منصور کی رحلت

مولانا عبداللہ مسعودؒ جالندھر سے مہاجر تھے۔ تقسیم سے پہلے مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے جلسوں میں نعتیں نظمیں پڑھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بہاولپور میں رہائش اختیار کر لی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور جامع مسجد القمر کے قریب رہائش پذیر تھے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں ہر سال شریک ہوتے۔ چونکہ کانفرنس دسمبر کے آخری دنوں میں ہوتی تھی اور ان دنوں ماہ دسمبر میں بہت سردی پڑتی تھی۔ موصوف بستر سمیت تشریف لاتے۔ اکثر و بیشتر بستر دفتر کی نذر فرما دیتے۔ اللہ پاک نے انہیں چار بیٹے عطا فرمائے۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام عطاء اللہ رکھا گیا، جو منصور کے لاحقہ کے ساتھ تخلص رکھتے تھے۔ تعلیم کے زمانہ میں جمعیت طلبا اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعد ازاں جمعیت علماء اسلام میں کسی زمانہ میں فعال رہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ انہیں باپ کی طرف سے وراثت میں ملا تھا، کسی ٹرانسپورٹ کمپنی میں منیجر رہے۔

راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاول پور میں رہا تو جناب عطاء اللہ منصور کے والد گرامی مولانا عبداللہ مسعودؒ کی خدمت میں حاضری ہوتی تو جناب عطاء اللہ منصور بہت محبت سے پیش آتے۔ مولانا عبداللہ مسعودؒ غالباً ۱۹۸۹ء میں فوت ہوئے۔ مرحوم قربانی کے موقع پر سیٹلائٹ ٹاؤن میں مجلس کے لئے کھالیں بھی اکٹھی کرتے، ان کی وفات کے بعد جناب عطاء اللہ منصور نے والد محترم کی روایات کو برقرار رکھا۔ علاوہ ازیں دیگر مدات سے بھی تعاون فرماتے۔ اسی اور نوے کے درمیان عمر ہوگی، آخر میں ٹانگوں سے کمزور ہوگئے۔ بایں ہمہ جامع مسجد القمر کی خدمت اور اذان کی سعادت کو آخر عمر تک جاری رکھا۔ ۱۷؍نومبر ۲۰۲۰ء کو گیارہ بجے دن حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ ان کی نماز جنازہ کی امامت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے نائب امیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ نے کی اور ان کی دوسری نماز جنازہ ان کے برادر خورد مولانا پروفیسر ظفر اللہ شفیق نے پڑھائی اور انہیں ون یونٹ کالونی بہاولپور کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

چک R-84/10 خانیوال: کے خطیب مولانا قاری عبدالمالک مدظلہ ہیں، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان سے قبل ان کے والد گرامی اس مسجد کے خطیب تھے، ان سے پہلے قاری صاحب کے چچا اب قاری صاحب نوے کے پیٹے میں ہوں گے۔ ان کے فرزند ارجمند حافظ حسین احمد امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ حافظ حسین احمد کے فرزند ارجمند مولوی محمد زبیر درجہ خامسہ کے طالب علم ہیں، لیکن جمعہ پر بیان ان کا ہوتا ہے۔ قاری عبدالمالک مدظلہ ڈنڈے سوٹے والے بزرگ ہیں۔ مجلس کے مبلغ سے کچھ تاخیر ہوجائے تو اس کے خوب لتے لیتے ہیں۔ اب وہیل چیئر پر مسجد میں جاتے ہیں۔ فنا فی الجماعت ہیں۔ ۱۳؍نومبر جمعۃ المبارک کا خطبہ حضرت قاری صاحب مدظلہ کی مسجد میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بگڑیں میں جلسہ ناموس صحابہ واہلبیت: بگڑیں شجاع آباد تحصیل کا مردم خیز علاقہ ہے، جہاں قریب ہی ایک بستی ''منسے والا'' میں ایک بڑے صاحب طرز خطیب گزرے ہیں، مولانا غلام سرورؒ جو ساری تقریر طرز میں فرماتے تھے۔ اللہ پاک نے رسیلی آواز سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا بشیر احمدؒ تھے۔ حضرت زبیر احمد صدیقی مدظلہ کے والد محترم حضرت مولانا رشید احمدؒ ان کے قریبی عزیز تھے۔ بگڑیں میں بخاری مسجد ہے، جس کی بنیاد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ۱۹۵۰ء میں رکھی۔ شاہ جیؒ کے ایک مرید حاجی محمد رمضان شیخ ہوا کرتے تھے، ان کی دعوت پر شاہ جی تشریف لائے اور آپ نے ۱۹۵۰ء میں بخاری مسجد کی بنیاد رکھی، جو اہل حق کا سب سے قدیمی مرکز ہے۔ اس وقت اس مسجد کے خطیب کا نام بھی مولانا عطاء اللہ ہے، اب تو قرب و جوار میں کئی ایک مساجد و مدارس بن چکے ہیں۔ اس قصبہ میں اہل حق کی گیارہ مساجد اور کئی ایک مدارس ہیں۔

منڈی بہاؤالدین کا تبلیغی دورہ: منڈی بہاؤالدین اور گجرات اضلاع کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ کی دعوت پر ۷؍نومبر کو تقریباً بارہ بجے میانی سرگودھا پہنچے۔ جہاں مولانا محمد بلال اور مولانا محمد عمیم نے استقبال کیا۔ میانی ہمارے ایک سابق اہم ترین مبلغ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ کا آبائی علاقہ ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ اسی علاقہ کی نسبت سے میانویؒ کہلاتے تھے۔ بھیرہ کے بگوی حضرات کے مدرسہ جہاں ہمارے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ بھی زیر تعلیم رہے۔ مدرسہ حزب الانصار بھیرہ کے مولانا میانویؒ مبلغ تھے کہ ایک جلسہ میں امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حزب الانصار کی انتظامیہ سے مانگ لیا۔ مولانا میانویؒ نے قیام پاکستان سے پہلے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں جب مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تو مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی خدمات سپرد فرمادیں۔ ایک عرصہ چیچہ وطنی بلاک ۱۲ کی مرکزی مسجد میں خطیب کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے، بہت ہی خوددار انسان تھے۔ مسجد کی خطابت کے زمانہ میں اپنے خورد ونوش کا انتظام خود فرماتے کسی کے مرہون منت نہ ہوتے۔ مولانا محمد بلال نے رفقاء سمیت چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ان سے فارغ ہوکر مدرسۃ الحسنین ملک وال میں ظہر کی نماز ادا کی۔ جس کا اہتمام قاری عمر فاروق ایک کرایہ کی عمارت میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مجلس کے مقامی یونٹ کے زعماء میں سے ہیں۔ ہر سال عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ قاری عمر فاروق، قاری محمد طاہر، مفتی زبیر احمد وغیرہ احباب سے ملاقات ہوئی۔

جامع مسجد ہریا: جامع مسجد ہریا المعروف مسجد مہاجرین ہریا اسٹیشن میں مولانا محمد رضوان اور مولانا محمد واجد کی مساعی جمیلہ سے درس کا اہتمام ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں نمازی شریک ہوئے، عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے عنوان پر بیس پچیس منٹ بیان ہوا۔ جامع مسجد ٹھہاری درس والی میں مستری محمد شفیق مرحوم کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ مستری محمد شفیق مجلس کے ضلعی امیر قاری عبدالواحد مدظلہ کے شاگرد رشید تھے اور ان کے مدرسہ کی تعمیرات کے انچارج تھے اور بھی کئی ایک مساجد تعمیر کیں تو ان کی یاد میں ۷؍نومبر مغرب کی نماز کے بعد فکر آخرت اور موت کے عنوان پر بیان ہوا۔

واڑہ عالم شاہ میں جلسہ ختم نبوت: واڑہ عالم شاہ منڈی بہاؤالدین کا قدیمی قصبہ ہے، جہاں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بھی

تشریف لے آئے۔ یہاں کے مولانا افتخار احمدؒ خدا رسیدہ شخصیت تھے۔ انہوں نے سالہاسال تک اپنے آپ کو مسجد کی خدمت تک محدود رکھا۔ ان کی برکت سے اہل حق کے علماء ومشائخ تشریف لاتے رہے۔ ۱۷رنومبر کو عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔ حافظ ذوالفقار احمد، مولانا خرم شہزاد، مولانا سیف اللہ نے جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔

باہووال میں درس: واڑہ عالم شاہ سے سفر کر کے رات کا آرام جامعہ علی المرتضیٰ کی بنات کی شاخ میں کیا۔ صوفی محمد امیرؒ اس علاقہ کی متحرک شخصیت تھے۔ انہوں نے بنین و بنات کے کئی ایک ادارے قائم کئے جس میں سینکڑوں کی تعداد میں بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندانِ گرامی نے نظام سنبھالا ہوا ہے۔ صوفی محمد امیرؒ متحرک جماعتی راہنما تھے۔ ان کے استحقاق کے پیش نظر رات کو ان کے مدرسہ میں آرام کیا اور صبح باہو چک کی مسجد میں بیان کیا۔ مولانا محمد اکرم، مولانا محمد عمران اپنے والد کی جانشینی کر رہے ہیں۔

دارالقرآن والسنۃ منڈی بہاؤالدین میں خطاب: مولانا محمد سہیل، مولانا مسعود احمد خوشابی، مولانا خالد معاویہ نے منڈی بہاؤالدین میں بنات کا ادارہ قائم کیا ہوا ہے، ان کی دعوت پر ۱۸رنومبر کو ۱۱ بجے قبل از دوپہر خواتین اور بنات سے خطاب کا موقع ملا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خواتین اپنے دائرۂ کار میں کیا کردار ادا کر سکتی ہیں عنوان تھا۔

جامع مسجد خضر میں جلسہ: عصر کی نماز کے بعد خضر کی جامع مسجد میں مولانا اللہ یار مدظلہ نے جلسہ کا اہتمام کیا۔ ہماری وجہ سے عصر کی نماز ۱۵ منٹ لیٹ ہوئی۔ ان کے ذوق وشوق کو دیکھ کر مغرب تک بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامع مسجد قباء ہیڈ فقیریاں: بعد نماز عشاء ہیڈ فقیریاں میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت ضلعی امیر قاری عبدالواحد نے کی۔ جلسہ سے مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا اکرام اللہ، مولانا سیّد عبدالشکور شاہ، مولانا امیر نصر اللہ، مولانا عبدالرؤف اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ جلسہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ مقررین نے فرانس کی مصنوعات اور قادیانیوں سے مکمل اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کا اعلان کیا اور لوگوں نے بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔

مدرسہ انوار مدینہ میانہ گوندل: مدرسہ کے بانی ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن، استاذ الحفاظ و القراءؒ حضرت قاری محمد یٰسین دامت برکاتہم کے شاگرد رشید حضرت قاری عبدالواحد ہیں۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر ہیں، بہت ہی متحرک اور فعال انسان ہیں۔ بنین و بنات کے شاندار ادارے چلا رہے ہیں۔ پورے ضلع میں جہاں بھی قادیانیت سر اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ موصوف اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ بھاری جسامت کے باوجود متحرک انسان ہیں۔ ان کا ادارہ اہل حق کا مرکز ومستقر ہے۔ اللہ تعالیٰ دن دگنی رات چوگنی ترقی سے نوازیں۔ ۱۹رنومبر کو ناشتہ کے بعد راولپنڈی کا سفر کیا۔

راولپنڈی کا چار روزہ دورہ: راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ ہمارے جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے فاضل مولانا محمد طارق معاویہ ہیں۔ ان کی دعوت پر چار روزہ تبلیغی دورہ پر حاضری ہوئی۔

مدرسہ تاج المعارف کیرج فیکٹری: معروف شیخ طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کے خلیفہ مولانا سعید الرحمن نقشبندی کے مدرسہ میں ۱۹رنومبر کو ظہر کی نماز کے بعد درس منعقد ہوا۔ جس میں سینکڑوں طلباء اور نمازیوں نے شرکت کی۔ پروگرام کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ تھے۔ راقم نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کا عبرتناک انجام کے عنوان پر خطاب کیا۔

جامع مسجد اسلامیہ لیاقت باغ مری روڈ: مولانا محمد آدم خان راولپنڈی مجلس کے نائب امیر ہیں، انہوں نے ۱۹رنومبر کو اپنی مسجد جامع مسجد اسلامیہ راولپنڈی صدر میں علماء وطلباء کا تربیتی کنونشن رکھا، جس کی صدارت راولپنڈی کے امیر شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی راولپنڈی مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا قاضی ہارون الرشید تھے۔ کنونشن میں سینکڑوں علماء وطلباء نے شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد طارق معاویہ نے سرانجام دیئے، جبکہ مولانا محمد طیب نے خصوصی شرکت کی۔ نعتیہ کلام جناب خورشید احمد نے پیش کیا۔ مقررین نے علماء کرام اور طلباء کی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ذمہ داری کے عنوان پر خطاب کیا اور علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ ہر مہینہ کا ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کے عنوان پر خطاب فرمائیں اور طلباء سے درخواست کی کہ آئینہ قادیانیت نامی کتاب شامل نصاب ہے۔ اسے توجہ سے پڑھیں اور قادیانیت کے علمی تعاقب کے لئے آگے بڑھیں۔ مسجد انتظامیہ نے تمام شرکاء کے لئے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔

حسن ابدال: حسن ابدال راولپنڈی پشاور روڈ پر واقع معروف قصبہ ہے۔ حسن ابدال کی وجہ تسمیہ میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہاں کوئی حسن نامی بزرگ رہتے تھے۔ ان کی وجہ

سے قصبہ کا نام ’’حسن ابدال پڑ گیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ معروف بادشاہ شیر شاہ سوری یہاں سے گزر رہے تھے اور ان کے خانساماں کا نام حسن تھا۔ اس نے راستہ میں کھانا تیار کیا اور اجازت چاہی کہ دسترخوان لگاؤں؟ جب اس مقام پر تشریف لائے تو بھوک محسوس ہوئی تو شیر شاہ سوری نے کہا کہ: ’’حسن اب ڈال‘‘ مرور زمانہ سے اس کا نام ’’حسن ابدال‘‘ مشہور ہوگیا۔ یہاں اہل حق کی ایک قدیمی مرکزی مسجد ہے، جہاں ڈیرہ غازی خان وہوا کے نوجوان عالم دین مولانا محمد صفدر خطیب ہیں اور استاذ القراءؒ حضرت قاری محمد یٰسین مدظلہ فیصل آباد کے شاگرد رشید قاری اکرام اللہ جو مردان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حفظ کے بہترین استاذ ہیں۔ ان کی دعوت پر ۲۰؍نومبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ یہاں کی مرکزی مسجد میں دیا۔ ڈویژنل مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ کی رفاقت حاصل رہی۔

مرکز ختم نبوت اٹک: ایک مخیر سردار امجد خان نے ۱۹۸۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے چار کنال زمین وقف کی، ۲۵؍جون ۱۹۹۰ء میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مفسر القرآن مولانا محمد زاہد الحسینیؒ نے سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی لمبائی، چوڑائی ۳۵×۸۰ ہے، جبکہ برآمدہ کی چوڑائی ۱۶×۸۰ ہے۔ موجودہ امیر مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ فرماتے ہیں کہ مسجد و مرکز پر پچاس لاکھ سے زیادہ روپے خرچ ہوچکے ہیں۔ الحمدللہ! ہم نے مرکزی دفتر سے کوئی امداد نہیں لی اور نہ ہی مقامی سطح پر کبھی کوئی اپیل کی، مخیر حضرات نے خود اتنا بڑا پروجیکٹ تعمیر کیا۔ الحمدللہ! ۲۰۰۹ء میں ڈھانچہ مکمل ہوا۔ ابھی بہت سا کام باقی ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے ان شاء اللہ العزیز! تکمیل کے اسباب و وسائل پیدا فرمائیں گے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو مغرب کے بعد درس قرآن، ہفتہ میں ایک مرتبہ درس حدیث، ایک شب مغرب کے بعد مجلس ذکر ہوتی ہے، حضرت الامیر مدظلہ کے حکم پر ۲۰؍نومبر مغرب کی نماز کے بعد راقم نے درس دیا۔

مکی مسجد اٹک: میں حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ نمازیں اور جمعہ پڑھاتے ہیں۔ مکی مسجد بھی آپ کے والد محترم مفسر القرآن حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کی نگرانی اور زندگی میں تعمیر ہوئی اور آپ نے ہی جگہ وقف کی۔ یہاں موصوف صبح کی نماز کے بعد درس قرآن و حدیث ارشاد فرماتے ہیں۔ ۲۱؍نومبر صبح کی نماز کے بعد راقم نے ’’الیوم اکملت لکم دینکم‘‘ پر درس دیا اور رات کا قیام و آرام بھی مکی مسجد کے ملحقہ حجرہ میں رہا۔ اللہ پاک حضرت قاضی صاحبؒ کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔

مدرسہ نور الاسلام میں بیان: مدرسہ نور الاسلام کا سنگ بنیاد علاقہ کے معروف علماء دین حضرت مولانا منظور الحق، مولانا غلام مصطفیٰؒ نے ۱۹۸۷ء میں گوندل اٹک میں رکھا۔ اس وقت مدرسہ میں ۱۲؍اساتذہ کرام، ۱۴۰ طلبا کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔ دار العلوم مدینہ رسول پارک لاہور کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا محب النبی مدظلہ اسی علاقہ کے ہیں۔ آج کل صاحب فراش ہیں اور اپنے علاقہ میں آرام فرما ہیں اور زیر علاج ہیں۔ اللہ پاک حضرت موصوف کو صحت و عافیت سے سرفراز فرمائیں۔ مذکورہ بالا مدرسہ میں موقوف علیہ تک اسباق ہوتے ہیں۔ ۲۱؍نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ کے طلبا و اساتذہ کرام اور علاقہ کے علماء کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی ذمہ داریاں کے عنوان پر بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

مٹھی جامع مسجد میں جلسہ: شمس آباد میں جہاں مفسر القرآن حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ نے ۱۹۳۳ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد پہلی مرتبہ جمعہ پڑھایا۔ بعد ازاں مختلف علاقوں میں اس وقت کے علماء کرام، مشائخ عظام کے حکم پر عصری تعلیمی اداروں میں پروفیسر کی حیثیت سے نسل نو کی تربیت فرماتے رہے، چونکہ شمس آباد آبائی علاقہ تھا، جب بھی آبائی علاقہ میں تشریف لاتے تو اس مسجد میں درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کا فریضہ سرانجام دیتے۔ ۲۱؍نومبر کو مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی مدظلہ نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ایک مقامی عالم نے سرانجام دیئے ایک طالب علم نے خوبصورت انداز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ حیات مستعار (سوانح حیات مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ) کے مصنف مولانا حافظ نثار احمد الحسینی مدظلہ نے خصوصی شرکت فرمائی۔ مسجد سے ملحقہ عمارت میں قرآن پاک کی پانچ چھ کلاسیں لگتی ہیں۔ ۶۰ طلبا جنہوں نے ناظرہ قرآن پاک کی تکمیل کی مقامی علماء کرام کے ہاتھوں انہیں انعامات دیئے گئے۔ پروگرام میں علاقائی علماء کرام حضرت قاری محمد اسماعیل، مولانا محمد وسیم، قاری محمد ساجد، مولانا مسعود اختر وغیرہ نے شرکت کی۔

جامع مسجد سمیہ میں محفل حمد و نعت: حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی مدظلہ کو اللہ پاک نے پانچ بیٹوں سے نوازا، پانچوں حافظ قرآن ہیں۔ تین ان میں سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں۔ سب سے چھوٹا دورہ حدیث شریف کا طالب علم ہے، چاروں دینی کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی مساجد کے خطیب و امام ہیں اور مدرسہ میں مدرس بھی ہیں، بڑے فرزند ارجمند جامع

مسجد سمیہ کے خطیب ہیں، ان کا نام مولانا قاضی اسجد الحسینی سلمہ ہے۔ انہوں نے اپنی مسجد میں ۲۲/نومبر کو مغرب کی نماز کے بعد محفل حسن قرأت ونعت رکھی۔ محفل کا آغاز قاری معاویہ حسن، حسن ابدال کی تلاوت سے ہوا۔ قاری انوارالحسن لاہور نے اپنی شاندار آواز میں قرآن پاک کی تلاوت سے سامعین سے خوب داد وصول کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔ مولانا محمد قاسم گجر لاہور نے ایک گھنٹہ تک حمد ونعت سے سامعین کے دل ودماغ کو خوب گرمایا، یہ محفل عشاء کی نماز کے وقفہ سے رات گیارہ بجے تک جاری رہی۔

مدنی مسجد کے طلبا سے خطاب: حضرت مولانا قاضی زاہدالحسینیؒ نے مدنی مسجد کے نام سے مرکز اٹک میں قائم کیا۔ اس میں مدرسہ بھی قائم ہے۔ جس میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ مدرسہ کی نگرانی و اہتمام حضرت قاضی صاحبؒ کے بڑے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی دامت برکاتہم کے پاس ہے۔ حضرت موصوف ہماری چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں ہر سال مغرب کی نماز کے بعد مجلس ذکر سے خطاب بھی فرماتے ہیں اور قادریہ راشدیہ سلسلہ کے مطابق ذکر بھی کراتے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کے پاؤں میں موچ آ گئی تو ۲۲/نومبر ۲۰۲۰ء کو جامعہ کے اساتذہ کرام وطلبا سے ظہر کی نماز سے پہلے خطاب کیا اور حضرت والا کی عیادت و بیمار پرسی کی۔ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے دعاؤں سے نوازا اور ہماری آمد پر شکریہ بھی ادا کیا۔ تقریباً پون گھنٹہ حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں رہے۔ مقامی امیر مولانا قاضی ثاقب الحسینی مدظلہ اور مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ کی معیت حاصل رہی۔

امت مسلمہ کے لئے عظیم خوشخبری

پشاور میں 28 قادیانیوں کا قبولِ اسلام

انشاءاللہ! وہ دن دور نہیں، جب قادیانیت کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخواہ کے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کے ہاتھ پر پشاور کے علاقہ شاہین کالونی بارہ گیٹ، شیخ محمدی میں ۲۸ قادیانی، قادیانیت سے توبہ کرکے دولت اسلام سے مشرف ہوگئے ہیں۔ اب قادیانیت دم توڑ رہی ہے، آخری ہچکولے لے رہی ہے، وہ دن دور نہیں جب قادیانیت کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین، مبلغین کی محنت اور جدوجہد سے آئے روز قادیانی مسلمان ہورہے ہیں۔ اب اس فتنے کا خاتمہ قریب ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں: مبارک احمد ولد عطاءالرحمن، وحید احمد ولد عطاءالرحمن، اعجاز احمد ولد عطاءالرحمن، شبیر احمد ولد مبارک احمد، حدید احمد ولد وحید احمد، ریان احمد ولد بشارت احمد، منظور احمد ولد فردوس، مقبول احمد ولد فردوس، مظہر احمد ولد فردوس، اعزاز ولد منظور احمد، حماد ولد مظہر، کامران ولد فضل، ڈاکٹر وجاہت ولد شفیع۔ کل ۱۳ مردوں نے اسلام قبول کیا۔ جن خواتین نے اسلام قبول کیا ان کے نام درج ذیل ہیں: زوجہ مبارک بنت اسلم خان، زوجہ وحید احمد بنت شیر احمد، زوجہ بشارت بنت فضل دین، زوجہ اعجاز بنت شیر احمد، زوجہ شبیر احمد بنت بشارت احمد، بنت مبارک احمد، زوجہ مقبول بنت عبدالرزاق، زوجہ کامران بنت وحید احمد، زوجہ مظہر بنت شاہ جی، زوجہ منظور بنت رحیم گل، بنت مظہر، بنت فضل، زوجہ سجاد بنت محبوب، زوجہ محبوب احمد بنت سلیم خان۔ کل ۱۵ خواتین نے اسلام قبول کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے فرمایا ہے کہ امت مسلمہ ہمت کرے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ ڈھونڈنے سے بھی کوئی قادیانی پوری دنیا میں نہیں ملے گا۔

۲۸/ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴/دسمبر ۲۰۲۰ء بروز منگل کو ایک پُروقار تقریب منعقد کی گئی۔ اس تقریب سعید میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ نذیر مدظلہ، مفتی نعیم خان مدظلہ، حافظ عابد مدظلہ، مولانا تحسین مدظلہ، مولانا شاہد مدظلہ، مولانا عبداللہ مدظلہ، مولانا سہیل مدظلہ، مولانا یاسر مدظلہ، مولانا عبدالرحمن مدظلہ، مفتی راحت مدظلہ، مولانا سمیع اللہ مدظلہ، مولانا منصف مدظلہ، مولانا عرفان، مفتی عطاءاللہ مدظلہ، مولانا اسامہ مدظلہ، مولانا کفایت اللہ مدظلہ، مولانا فضل الرحمن مدظلہ، مولانا ظفیر خان، مولانا سعداللہ، مولانا شمس الرحمن اور مولانا حمداللہ کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام اور شمع ختم رسالت کے پروانوں نے بھرپور شرکت کی۔

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486